

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱ البرٹ Accession No. ۱۷۴۳۶

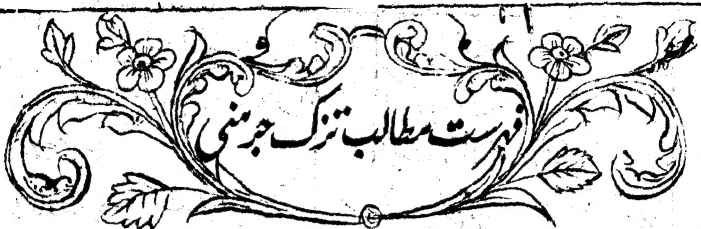
Author البرٹ فرانسس

Title تنزیہ عرفی مستفاد بشعیراتہ ۱۸۷۹

This book should be returned on or before the date last marked below.

فہرست مطالب تنزک جرمی

| صفحہ | علاحد مطالب | صفحہ | علاحد مطالب |
|------|--|------|--|
| ۱ | ملکہ سلطہ بعد وفات و بیجا اہم اور نہایت نامور | ۱ | ویساچہ |
| ۲ | لکھنؤ شاہزادہ البرٹ کا | ۲ | روزنامہ چمکی تصویر میں سے سید ترجمہ ہوا |
| ۱۹ | ذکر سطر شاہزادہ کا بطور نگاشت کے | ۵ | ذکر ولادت شاہزادہ کا لکھنؤ ذکر اسامی و نامی خواہ |
| ۲۱ | ذکر تحریک شاہزادہ کا و سارہ نکاح اور بچہ گنا | ۶ | فریاد کنگ جنگ اور بچہ کنگ آریٹ کے حالات |
| ۲۲ | جواب لکھنؤ کے مطالبہ خط | ۷ | ذکر اہم ولادت شاہزادہ البرٹ اور ذکر فقرہ کے صحن کا |
| ۲۳ | ذکر ولادت شاہزادہ اور بچہ تحریک جواب لکھنؤ کے مطالبہ | ۸ | ذکر صحبت و ملازمت اور آپس کی شکر گنجی سے |
| ۲۴ | ذکر خلاصہ فقرہ عذریہ انجانب لکھنؤ شاہزادہ کا | ۹ | خلفہ ہو کر انہیں برگ کے قریب بیگ صاحب |
| ۲۵ | اور ذکر اساتذہ اور دو کتا بطور انکسار | ۱۰ | کے ایک فقرہ ناگہانے اور فضا کرنے کا اور |
| ۲۶ | ذکر گزشتہ صفحہ کے لکھنؤ شاہزادہ کا | ۱۱ | یہ درش اولاد کی جدہ ماجدہ سے |
| ۲۷ | مجمع عام اور جلسہ قرض من اور سرت شاہزادہ کی | ۱۲ | ذکر تعلیم شاہزادہ البرٹ کا اور فقرہ روزنامہ |
| ۲۸ | ذکر غرض شاہزادہ کا و سارہ نکاح اور بچہ گنا | ۱۳ | ذکر تعلیم لکھنؤ اور فیاضی شاہزادہ کا |
| ۲۹ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۱۴ | ذکر لکھنؤ نہایت شاہزادہ کا کتاب لکھنؤ کے |
| ۳۰ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۱۵ | اور دو فرما انکسار |
| ۳۱ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۱۶ | ذکر صحبت و ملازمت اور آپس کی شکر گنجی سے |
| ۳۲ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۱۷ | خلفہ ہو کر انہیں برگ کے قریب بیگ صاحب |
| ۳۳ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۱۸ | کے ایک فقرہ ناگہانے اور فضا کرنے کا اور |
| ۳۴ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۱۹ | یہ درش اولاد کی جدہ ماجدہ سے |
| ۳۵ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۰ | ذکر تعلیم شاہزادہ البرٹ کا اور فقرہ روزنامہ |
| ۳۶ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۱ | ذکر تعلیم لکھنؤ اور فیاضی شاہزادہ کا |
| ۳۷ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۲ | ذکر لکھنؤ نہایت شاہزادہ کا کتاب لکھنؤ کے |
| ۳۸ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۳ | اور دو فرما انکسار |
| ۳۹ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۴ | ذکر صحبت و ملازمت اور آپس کی شکر گنجی سے |
| ۴۰ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۵ | خلفہ ہو کر انہیں برگ کے قریب بیگ صاحب |
| ۴۱ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۶ | کے ایک فقرہ ناگہانے اور فضا کرنے کا اور |
| ۴۲ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۷ | یہ درش اولاد کی جدہ ماجدہ سے |
| ۴۳ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۸ | ذکر تعلیم شاہزادہ البرٹ کا اور فقرہ روزنامہ |
| ۴۴ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۲۹ | ذکر تعلیم لکھنؤ اور فیاضی شاہزادہ کا |
| ۴۵ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۳۰ | ذکر لکھنؤ نہایت شاہزادہ کا کتاب لکھنؤ کے |
| ۴۶ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۳۱ | اور دو فرما انکسار |
| ۴۷ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۳۲ | ذکر صحبت و ملازمت اور آپس کی شکر گنجی سے |
| ۴۸ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۳۳ | خلفہ ہو کر انہیں برگ کے قریب بیگ صاحب |
| ۴۹ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۳۴ | کے ایک فقرہ ناگہانے اور فضا کرنے کا اور |
| ۵۰ | ذکر لکھنؤ کے مطالبہ کا | ۳۵ | یہ درش اولاد کی جدہ ماجدہ سے |



| صفحہ | خلاصہ مطالب | صفحہ | خلاصہ مطالب |
|------|---|------|--|
| | ملکہ معظمہ بعد وفات دہم چہارم اور تہنیت نامہ | ۱ | ویساچہ |
| | تھکناٹا ہزارہا البرٹ کا | ۲ | روزنامہ کی تالیف جس سے سید ترجمہ ہوا |
| ۱۹ | ذکر سفر شاہزادہ کا بطور گلگشت کے | ۵ | ذکر ولادت شاہزادہ کانہرٹ ذکر اسمائے جناب |
| ۲۱ | ذکر تحریک شاہ مجیم دربارہ نکاح اور تحریر کرنا | | غیر شدہ جنگ اور دیو بک آئرسٹ کے حالات |
| | جواب ملکہ معظمہ کا بطلب مہلت | ۶ | ذکر ایام ولادت شاہزادہ البرٹ اور ذکر قصہ اسکے حسن کا |
| ۲۲ | ذکر خیالات شاہزادہ بوجہ تحریر جواب ملکہ معظمہ | ۷ | ذکر محبت والدہ اور آپس کی شکر بخشی |
| ۲۳ | ذکر خلاصہ فقرہ عذریہ از جناب ملکہ نباشہ شاہ مجیم | | علیحدہ ہو کر انہیں برگ کے قریب بیگم صاحبہ |
| | اور آناٹا ہزارہا و نکاح بطرف انگلستان | | کے ایک قصہ بنا کر بننے اور قضا کرنے کا اور |
| ۲۴ | ذکر گلرستہ سینے ملکہ معظمہ کا شاہزادہ البرٹ کو | | پرورش اولاد کی جدہ ماجدہ سے |
| | مجمع عام اور جلسہ رقص میں اور سرت شاہزادی کی | ۸ | ذکر تعلیم شاہزادہ البرٹ کا اور مختصر روزنامہ |
| ۲۵ | ذکر خدمت شاہزادہ بجاہلم سرت حصول تھکناٹا و تحریر کرنا | ۱۰ | ذکر تعلیم الطبعی اور فیاضی شاہزادہ کا |
| | خط ملکہ معظمہ کا اپنے چچا کو مشورہ حالات کے | ۱۳ | ذکر ارادہ نسبت شاہزادہ کا جناب ملکہ معظمہ سے |
| ۲۶ | ذکر اظہار مطلب کرنا ملکہ کا بروڈ پائرسٹ کے اور | | اور ورود فرمانا انگلستان میں |
| | پس جہاں شاہزادہ کا اپنی وطن کو راستے لالہ اجاس کے | ۱۵ | ذکر مہجرت وطن اور تعلیم پانادوان اور اپنے |
| ۲۷ | ذکر دھار عزم ملکہ کا زبان دیو بک سمیرچ سے | | ہم کیتھون سے اخلاق پیش آنا |
| | رو برو ہووس آف پالیس کے | ۱۷ | ذکر شوق ورزش اور روزنامہ فی شاہزادہ |
| ۲۸ | ذکر نسبت شاہزادہ اور وطن مانوں بجناب گاتھا | ۱۸ | ذکر مہجرت کے بعد ہونے شاہزادہ اور بگوس |

| صفحہ | خلاصہ مطالب | صفحہ | خلاصہ مطالب |
|------|---|------|--|
| ۲۴ | اور کچھ ایک شاہزادہ کو اور قریبی جلسہ ۵۵ | ۲۴ | ذکر خطبے خطاب از جانب ملکہ اور ابراہیم فرما |
| ۲۳ | کیفیت بعد تمام نمائش کا کہ کی شاہزادہ | ۳۰ | برائے تعظیم |
| | ۵۳ نام لگائی گزیدہ صنف اپنی غرض کی یہ کیا | | ذکر احوال راہ بنکات مختلف اور بقیہ تمام بیزینہ میں |
| | اور بری ہونا اوس تہمت سے شاہزادہ کا | | اور اسے ستم نکاح شاہزادہ کی |
| ۲۷ | ذکر سفر شاہزادہ و ملکہ بجانب اسکندریہ وغیرہ | ۳۱ | ذکر اتحاد و محبت باہمی شاہزادہ و ملکہ بعد شادی کے |
| ۲۷ | ذکر ابتدا اسے عداوت شاہزادہ | ۳۲ | ذکر رخصت ہو کر برادر البش کا انگلستان سے |
| ۲۹ | ذکر وفات شاہزادہ اور ملال اعزا | | اور مختصر احوال الفت شاہزادہ کا اپنے وطن |
| ۵۰ | ذکر تحسین و تحفین و تدفین شاہزادہ کا | | اور اہل وطن سے اور غم ترک وطن کا |
| ۵۲ | ذکر ملکہ معظمہ کی گفتگو اولاد سے بطور مشورہ | ۳۳ | ذکر حصول قیادت قانون گہلستان شاہزادہ کا |
| ۵۶ | ذکر اخلاقی و خرق عادات میں شاہزادہ کے | ۳۴ | ذکر شہزادہ شاہزادہ کا امور ملک میں اور اعتراض |
| ۵۷ | ذکر باد و قیام میں شاہ زاد می کے | | کرنا بعض ارکان سلطنت کا اور قانون محنت کا |
| ۶۵ | ذکر ترقی تعلیم شاہزادہ نسبت اولاد کے | | ذکر بیگزنا شاہزادہ سے کو |
| ۶۶ | ذکر ملکہ معظمہ اور شاہزادہ کے کو اتفاق میں | ۳۹ | ذکر تقریب شاہزادہ کا چند سال بعد وفات |
| ۶۷ | ذکر صفات شاہزادہ کا | | ذکر ایک نارتھمبہ کی بیگم کے |
| ۶۸ | ذکر کتاب سولج عمر شاہزادہ کا اور کتاب موسوم | ۴۰ | ذکر تقریریں میرزا علی شہر میں سوش پشاور کا |
| | بہ حالات غلطی شاہزادہ اور روزنامہ کا کتب | | اور پورے پید سالہی از ان بحری از بری اور خار |
| | قانون میں ملکہ کا پیش کرنا | | کرنا شاہزادہ کا بجزاں جدائی ملک کے اور متعلق کرنا |
| ۶۹ | ذکر مختصر احوال شاہزادہ کی نیکیوں کا اور | | ایک جلسہ نمائش کاہ عظیم کا |
| ۷۰ | اوس بعد و کا جو خلافت اور غما کے لیے کیا | ۴۱ | ذکر دیاری آلات کا شکاری کے تجویز نمائش کاہ |
| ۷۵ | ذکر تعداد اولاد شاہزادہ کا | | کے لئے ہر ماہ کو کرنا ارکان گورنرٹ کا سات سے |

حمد

سزاوارح و شایع خورشید و مہار ہادی تواریخ سواروکی توفیق سوا ہے ہمارے اور اسکے در بیان فرق
بین پیدائش کہ ہم بندہ ہیں وہ خدا ہو پس اب اگر کوچہ بولیں زبان کو طین تو کیا مزا ہو چو پٹا سونو عطر ہی ہا
تھی لے سچ کہا ہو چلا ہم ایسے نادان کتب جہالت کے ابھی جوان اسکی توفیق کیا کریں جہان بڑے
بڑے شہاد اور اسکے بچہ اور صاف مہین غوطہ کی گھائیں بجز غرناک کے کبھی تھکا نہ پائیں سبحان اللہ کیا ماکا اور
جیسے ایک لفظ کن ہو کہین کو بنایا ہو فرش خال کو سطح آب پر چھایا ہو اسکی قدرت مہربانہ اٹلاک جو چوٹ مناب
استاد و ہر بشر طیر طاعت کر لے اور آدہ ہر وہ علم الحاکمین بلعالمین ہو ہی کہنا کافی ہو کہ سب سے بہتر ترین ہے

تعلیم

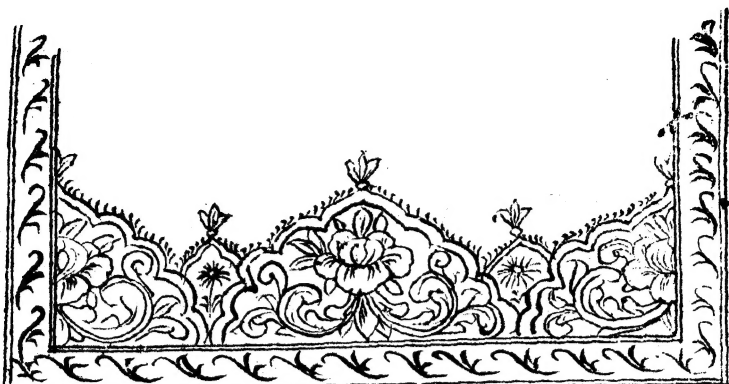
اسکے بعد جو اسکے فرستادہ ہیں جنکا غور اس عالم اچھا دین محض ہمارے ہاں کی لیے ہلائی ہو
بھی تعلیم ضرور ہے کیونکہ اور مہینوں نے جہل کی تاریکی مثالی ہو کر راہ حق دکھا کر

تقریب سلطان وقت

انکے بعد جنرل رشیدین مقبول بارگاہ مہین اوکی صفات و ثناء بھی مغل ضروریات سے ہے اگر خاموش رہیں
تو بیوفائی ہے کیونکہ یہ بھی شمل فرائض کے واجبات سے ہے اور حق بھی پر کیسے کہ جب کسی حکاومت عہد
سلطنت میں ایسی آسائش و آرام پائیں بڑی خطا ہے کہ اسکو مہول جہانیں ہمارے بیان مال اور سپر
خدا ہر کہ نہ وہ سائید خدا ہو بیشک ہمارے اور افضل شد ہو کہ ہمارا ایسا عادل اور ہم دل بادشاہ ہو شہید
روز بہاری دعا ہے خدا اسکو توجہ ہو کہ وہ صدوسی سال سلامت ہے غیب سے شرف ناکہ اوکی طاقت
ہے بفضل پروردگار عالم و عالمیان و حکم خاق جہان و جہانیاں سیر آرا سے سلطنت مقہور
انگلستان و ملکات قدیم ہندوستان تلج جس خواقین جہان تلج شان شاہان گردنکشان
خاتمان بنت خاتمان ابن خاتمان ملکہ دوران بقییس زمان خاتون جہان جناب ملکہ منکھ و کٹوریا
دامت سلطنتہا ملکہا ہو جسکے ارستان فلک آشیان دایوان نصف نشان پر امن و امان و پناہ
پائی ہو فتح و خضر دست بستہ در دولت چا ضرائی ہر اقبال و خفقہ الماعت گوش جانین ڈالے ہو اچھیکے
آفتاب حکومت کا آج دنیا میں اوجا ہو خداوند کریم ایسے شہنشاہ کو ہم پر شہید سایہ گستر کو عنایت کی

سبب تالیف کتاب

ایک ہی چون انکار زبان خاک از دیہندہ ارجہالت کا دوست شائستگی کا عہد شہزادہ تہمید پیر خدمت مہمیان
 ناغیرین غریب سا پر ایک در کا عہدہ ہوا کہ یہ میری دین میں عہد خیال آیا کہ افسوس ہو گیا کہ میری نصیب میں ایسا ملک اور
 بادشاہ سر تھے در دین کہ کوئی زیارت سہی معذرت میں اسی قسمت کما فی اللہ کہ اس کے دربار میں اپنا میں سریر خلافت
 تخت سلطنت پر در کجا جلوس ہوا کہ میں ہوا کہ یہ کیا بات کو زشت بجا لائیں کماش دور ہی سے جلوس سوار شل
 بادشاہی نظر آئی تو ہی مراد دل حاصل ہو جاوے اور یہ بات تو خواب و خیال ہو اس حال پر کہ اس کے ہر حکام میں یا کچھ
 عرض عرض کریں یہ نصیب ہوا کہ میں ہم دونوں کے میں جو انکھستان جنت نش کی سیر کر آئیں اور ایسے شہنشاہ
 عالیجاہ کی زیارت میں تھیں وہ سیکھ میں اور انھوں نے مجھے دیکھا کہ یہ کیا جنت طلب ملکہ مغلیہ کے کیا کیا ادا ان خیر فی
 اور مرحوم جہان بانی بھال رعایا میں یہ طائفہ ہندو کی میں جیکہ کوئی مراد میں حصول میں مگر ہم ایسے موجود حضور ایسے در بہت
 میں کہ جنہوں نے انکھستان کو چشمہ لا حلقہ کر دیا کہ یہ کیا خواب میں بھی نہیں دیکھا ہو کہ ان کی زیارت سے اپنے بادشاہ کو حالات
 غیرت سمات پڑے یا سبکداس حق نمک درو غاداری اپنا دل خوش کر لیا کہ میں نہیں بہت سو گیا کہ ایسے بھی میں کہ وہ
 ان کو لینے کو بھی محروم میں ان کی ایک سیر سے نہیں آتی ہر صدمہ بڑھتی جاتی ہو کہ یہ شہنشاہ عالیجاہ کی زیارت
 غرائب واقعات نمائش شرح و سب کے ساتھ اپنے دریاچہ خاص میں کجی میں جلد میں میں ادیبوں ہو کہ مطبوع کیا
 ہوا کہ کیا ہو یا رقام فرامی میں اور تمام رشتہ داران شاہی اور قرابت مندان بادشاہی اور سلطانین عظام اور
 پرنس کانسرٹ ان کے شعور عالم مقام کو حالات اوس میں مندرج میں اور ہوا کہ اس کے اکثر حکایات مختلف کتابوں میں پائی جاتی
 میں جو زمانہ ایک جگہ مستتاب نہیں ہو سکتی اور تلاش سے بھی نہیں ملتی اگر ملی بھی تو انگریزی میں جیسے
 فروغ ہو جس علم سے انہیں میں تھیں نہیں ہو سکتا لہذا قبل اس کے کہ میں اپنے عزیز زہم و ہمتوں کو کہ میری نذر
 سزا میں کہ میں اس روز ناچنے کا اور میں ترجمہ اپنے زہمت ہمت پر لیا ہے جو کام فرصت پر منحصر ہو اول
 میں چند اوراق مختل پر حالات جناب پرنس کانسرٹ شاہنشاہ اللہ اللہ نذر احباب کرنا ہوں اور میرا
 ہوں کہ اگر بروقت ملاحظہ کوئی سہو و خطا یا میں جو تقاضا و بشریت بمقتضاد ان نیت ہے تو
 عالمی ہستی اور دیار ملی سے اس کو غور فرما کے بدعا میں خیر یاد فرمائیں یہی میری واسطی میں جہاتی ہوں ہے
 مقام پر تباہ گداورہ



سرگزشت جناب شاہزادہ الہرث مرحوم شوہر عالی تبار
گردون وقار ملکہ معظمہ و کشور یادامت ملکہ اوسا طنتہا

سرگزشت کسی شاہزادہ عالی تبار یا دانی ملک خواہ کسی رئیس خود مختار یا کسی فرمان فرما کی
جو عالی نسب اور والا حسب ہوا اور جسکی نسبت کسی عالی خاندان معالی دودمان میں
ہوئی ہو کا خد نام اور فرقہ عوام کے لیے داخل نصائح و پند نہیں ہوتی کیونکہ بدشتی اعمال اور
گناہ کبیرہ انتہا کے فطرت اور زبون تر معائب اور طرح طرح کے فسق و فجور سے اس کے حالات
سوانح میں ہوسکتے ہیں یہ بڑی خوش طامعی متوسط درجہ کے لوگوں کی ہے کہ وہ اذن
عیوب کی تحریف و ترغیب سے مامون و مومن رہتے ہیں۔

یہ امر تو راست رہت لیکن دکاست ہے کہ سب لوگ ایک سے نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہیچہ کوئی
قاعدہ کلیہ ہو سکتا ہے کہ سب بڑے ہی ہوں بلکہ ہر حال میں کوئی زمانہ بدشتیات سے
خالی نہیں گذر رہا ہے اور فی زمانہ بھی ایسے لوگ موجود ہوں گے مگر علم تو اس رخ سے صاف
ظاہر و ثابت ہے کہ اگر تکاب جہاں کبیرہ اور اقدام اوسو فیہا ماسی فرقہ خاص کے واسطے جمع ہو
ہو گئے ہیں اور خطا لطف نفسانی و بدشتی اعمال اور جرم اور آزاد رہا ہو جس وقت طبعی
غایت درجہ کی بے رحمی اور بیباکانہ بدشت فسق و فجور اور بیباکانہ اعطاسے ناشر و نفانی اور
کبر و غرور ہے اس فرقہ کا خمیر ہوا ہے اور مادہ وجود میں آنے موجود ہے اور شل خواہ راجع

کے انکی ترکیب میں مخلوط ہے اور جزو الیفلک کی طرح ہے اور کمالک ہونا محال ہے۔ ان
شاہی اور محلات عالی میں جہان غفلت و شان بعد شوکت و آن بان ہر سو جلوہ گزبان
ہوتی ہے نیکی کو دخل نہیں ہوتا حسرت سے جان کھوتی ہے تاریخ شاہان سلف
اور علی الخصوص بادشاہان انگلستان کی بے نشانیہ ریب اس امر مسلم الثبوت کے لیے
شاہد ہے اور وہ ان کی بارگاہ عالی جاہ اور ایوان کیوان نشان باستہ تھا۔ یہ چند
مغز ستیثیات کے ایسے افعال طبیعیہ اور اعمال زشت اور لذائذ نفسانی سے ملو
پایا گیا ہے جسکے دیکھنے خواہ سستے سے ممالک ہند و فارس کے بڑے عیش و دست
لوگ غرق خجالت میں غرق ہو جاتے ہیں اور بلو اخ شرم و محاسن کے نگاشت بندہ
ہو کر نقش دیوار بن جاتے ہیں۔

بادشاہ ہنری ہشتم کے بولسوانہ فسق و فجور شاہان خاندان اشٹورٹ کے مطلق خزان
عاشق تھی اور تماشا بینی اور محافل سپہر و شاکل رقص و سرود میں شب روز مہر و روت رہتا
اور شاہان خاندان بزرگ کے بغیر اصلاح پذیر اور لاعلم و فصول افعال اور حرکت
ناشایستہ کا اکس زمانہ کے بادشاہوں اور ایمان دربار اور مہاجمین ذوی اقتدار کے
ادفع و اطوار پر بڑا اثر ہو جاتا تھا۔

راقم کے نزدیک بادشاہان انگلستان کے خاندانوں کی قدیم تاریخ میں کسی بادشاہ کے
طریقے ایسے نہیں معلوم ہوتے ہیں کہ جنگی بیرونی سے کوئی شخص براہ راست تفریق
کہ پھونچ جائے یا اسکے اتباع سے بہرہ مند اور فیضیاب ہو سکے بلکہ بالعکس اسکے پیروں
ہو تے ہیں کہ ایسا نہ کوئی صاف علینت نیک طبیعت انکی متبع سے ادسی عوارض ساری
اور امراض پر از خواری میں مبتلا ہو جاوے۔

لیکن بانیہ وہ عالی جناب گردون رکاب جنگاؤں کے خیر سے سامعین میں گوش گزار کیا چاہتا ہوں
کہ وہ خاندان شاہان انگلستان سے قرابت قریہ رکھتے ہیں گرائی خلقی پر پیر گاری اور
صفائی جلی سے ان عیوب سے مبرا اور معزین بننے دیکر اور رنگ نشینان سلف عالی
نہیں پائے گئے ہیں۔

احمد علیہ السلام علیہم السلام سے دوکار نمایان اور امور رفاہ عام طہور میں آئے ہیں جسے کبھی
 اس کو اپنی نمایش یا خود فردوشی خواہ خود ستائی یا نمود مقصود نہ ہوئی جو کام اس نے کئے
 اور کیا اور کرنا اپنے اوپر مثل فرائض کے واجب سمجھا اور نہایت غور و تہقق اور احسان
 نظر کے ساتھ اس کے انصرام و انجام میں ایقان و حقوق خدمت کا نہایت بلند ہستی و خیال کیا۔
 اس شانہ زادہ عالمی تبار گردون و تار کی حکایات عمری نہایت دلچسپ اور پرہیزگار و گذار
 میں جنہیں کشش مقناطیسی صورت وہی لوگ نہیں پاتے ہیں جو تذکرہ مثاہیر کے مطالعہ اور
 سیر کے شائق ہیں بلکہ ہر فرد بشر خواہ امیر ہو یا غریب اس کے مطالعہ سے نہایت عمدہ پند
 سودمند متعلقہ مراتب فائدہ داری اور کفایت شعاری حب الوطنی اور مردم دوستی حاصل
 کر سکتا ہے۔

اس شانہ زادہ عالمی بجاہ کے حالات کے دیکھنے سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کا
 مقام قصر شاہی ہو اور سخت مشکلات غلط فہمی و عداوت قلبی ارباب فساد و طعن تشنیع کو تہ
 اندیشہ ان بد نہاد و سخن تراشی جماعہ سست بنیاد و ضعیف الاعتقاد و سدا ہون اور خود حق تمنا
 ملک بیگانہ کوئی دوست نہ یگانہ کوئی مشیر نہ صلاح کار ہو صرف اپنی ہی عقل و تہقق پر اعتبار
 ہو تو بھی ان ضعیف العینان کس قدر نیکیاں اپنی اپنا جسے جنس کیواسے کر سکتا ہے
 اور کس طور سے معاقد و انفعلی اپنی ناخن تدبیر سے کھول سکتا ہے پس ایسے شانہ زادہ و فرخ نہاد
 عالمی نژاد کا تذکرہ کیونکر نہ ہر دل عزیز اور خوب ہو کیونکہ نہ دلچسپ اور سبکو مرغوب ہو ہم دلیا خواہ
 حتی رہنمائی کے لیے اس کے امور ات آہم خلافت چرخ برایت میں ہر کم لازم بلکہ لازم ہے کہ وہ ان کو
 اپنا دستور عمل بنائیں بدل و جان او کی تعمیل میں سہی بلخ عمل میں لائیں۔

خاندان شاہی سے ایسے شخص کے حالات کی تفتیش و تحقیق جس کا چہلم تک نہوا ہو اور
 خاک گور بادل صدا چاک ہنوز نہ نہوئی ہو ایک ماتم تازہ ہے کیونکہ جن واقعات اور گذشتہ حالات
 سے اس کا تذکرہ مرتب کیا جاتا ہے وہ تاحیات اس عالمی صفات کے گوش عقیدت و گوش
 کاؤ انام اور خاص و عام تک نہیں پہنچتے ہیں بلکہ بعد وفات یعنی عرصہ دراز تک واقعات قابل
 تحریر اور حالات بسراوقات خانہ کے مثل نور و وس جواب آلود کے جملہ خفا میں ایسے مخفی ہستے ہیں

چشم و احوال نمناک اور سینہ قلم چاک ہے ۲۶ اگر تیرا کلمہ مجھ سے ملے تو قصہ
روزِ نبویؐ میں رونق بخش عالم ملو رہو اتھا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ترکستان کی تمام سلطنتیں جدال و قتال باہمی سے فاسخ الہال ہو کر
کاروبار امن و امان میں مصروف تھیں اور اس وقت پہلے میں غنیمت جلیقہ کے محبس میں
مقید ہو کر جبراً دست و زبان خرد و س تاج و دیوان نوایہ مزاج اپنے انجامِ لمبے تکام اور فتاد
نافرجام پر غور و فکر کرتا تھا اور اسی عرصہ میں جو انان ہر طائفہ ملک بند و ستانین بٹھارن
سے مکر کر آتے تھے اور اسی عرصہ میں رسم قلعجستی بدو نیکیا بر لب و ریاسہ گنگ او کی
موجوں میں بہا دیا گیا تھا۔

آج تک بہت سے لوگ ایسے زندہ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ روزِ سعید دیکھا ہے
جس دن شاہزادہ البرٹ کو لہو سے تھے اور انکی میلاد کی خوشی میں تمام سلطنت کیس کو
برگ کا تھامین شکام مبارکبادی کی سر ہوئیں تھیں ہر طرف مسرت و انبساط کا سامان تھا
ہر کو گلی کی طرف نور می سے رشک گلستان تھا لالہ رنگ کے چہرے خوشی سے لال تھے نو نالان چین
سر سے باغ باغ ہو کر نہال تھے عندیہ شائع گل پڑھی پھولی تھیں ساقی تھی نون خزانہ جو غل
گلچین سے نڈر ہو کر اپنے زمزمے سناتی تھی مگر کمال حسرت و الم سے ہمارا قلم یون بھی شکایت
غم ہے کہ انہیں لوگوں نے وہ بھی روزِ غم اندوز دیکھا جبکہ میں شباب میں گلچین تھو و قدہ
نے اوس نہال گلشن امید کے گل حیات کو قلم کیا کیا بیان کیجیے کیسا ستم کیا بقول لکھ و صم
ابن ماتم سخت است کہ گویند جو ان مرد و اس حادثہ جانکاز اور واقعہ روح فرسا سے ایک عالم کی
نظر میں عالم تیرہ و تار ہو گیا تیرا لم سینہ کے پار ہو گیا مگر اس غم سے دنیا میں کون چھوٹا ہے
اس قزاق نے ہزاروں قافلون کو یون ہی لوٹا ہے۔

جناب شاہزادہ مرحوم کے روزِ ناچہ سے ہو یا ہے کہ بد سال سے اس نو نہال کے لوگوں کو مصیبت
خیالات تھے کہ کسی تکسیدن انکی نسبت اپنی خاوندہاں سے ہوگی بلکہ گورگ کی دایہ خانہ میں
اکثر اسی امکا چر چار ہا کرتا تھا ہر ایک یہی بات کہتا تھا آپس کی مرسلت جو اکثر اون کے درمیان
پڑنے اطفال کی نسبت ہو کر تھی انہیں البرٹ کی نسبت سیدہ تجر بہا کرتا تھا کہ البرٹ بڑا

پیارا بچہ ہے خدا اسکو چہنم چہنسا سد سے محفوظ رکھے کیسی بڑی ہی انجمنیں لال لال بال بین
ماشاں آئیں گے۔ اور دوسرے سرخ کمال بین ساتوین مہینہ دانت کھنکھنے شروع ہوئے
اور شاہزادہ اپنے پانوں سے کھڑا ہونے لگا اور دسویں مہینہ امان بابا بولنے لگا۔

شاہزادہ البرٹ کی والدہ اونکو بہت پیار کرتی تھیں ہر دم اوصیہ کا دم بھرتی تھیں شہر روز
اونکی پرورش بڑے ناز و نعم سے فرما تین ایک لحاظ اونکے پاس سے کہیں اور نہ تھیں اتفاقاً
ایک بار جناب بیگم صاحبہ اور اونکے شوہر ڈوک صاحب سے بسبب ایک شکر سبزی کے افتراق
ہو گیا اور ایک دوسرے سے عداوت ہو کر سکون گزین ہو اگر اس اطف و پیار کا اثر شاہزادہ کو کب تک
دل پر کچھ بھی نہ ہو گا کہ میرہ امر اکثر بدو کرتا ہے اور تجربہ بین بھی آیا ہے کہ جہاں کو شے پر زیادہ لطف
و پیار ہوتا ہو وہی لڑکا زیادہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

جناب بیگم صاحبہ جو وہ نے مقام انجمن برگ کے قریب ایک قصر شاہی کو اپنا سکون بنایا
اور انکارا وہی گوشہ گزینی اور عزت نشینی میں اس دار فانی سے سفر آخرت فرمایا لہذا ایک بچی
پرورش اونکی جدہ ماجدہ نے فرمائی تعلیم و تربیت میں بڑی وقت اور مٹھائی۔

ایک تو کو برگ کی بیگم صاحبہ اور دوسرے کا تمنا کی بیگم صاحبہ تعین جناب ملکہ مغلیہ ام قبا لہا
تو برگ کی بیگم صاحبہ کی نسبت اتمام فرمائی ہیں کہ وہ نہایت زمین اور ذکی طبع اور مردانہ
مزاج تعین اور دوسری بیگم صاحبہ غضب کی خوش طبع اور خوش مزاج تعین ہر ایک سوانس
رکھتیں اور انتما کی عنایت فرماتیں پر پیہر کاری اور نیک طبیعتی اونکی مشق بہت ہی ہلکے سے اچھڑ
لطف پر دیکھتا رہا اس سائین بی اوکا ذکر خیر جا بجا آیا ہر موقع سوا کا حال بھی رقم فرمایا ہے

غرض کہ ان لڑکے بالوں پرورش میں جو تبدل و تغیر واقع ہوا وہ بچتات سے شمار کرنا چاہیے کیونکہ جناب
شاہزادہ البرٹ کے مزاج کی عجیب کیفیت تھی اندون غصہ کی کثرت تھی وایہ خانہ میں سب
لڑکوں کو مارتے تھے روئے اور ضد کرنے میں بہت نہارتے تھے خود رائی و داغین سمائی تھی
ایم فلار بچہ صاحب اونکے اتالیق کا قول ہے کہ اگر انجمنیں دھکا کا خشکی سے ڈرا کر کسی امر کی
مانعت فرماتے وہ ہرگز نہانتے بلکہ ضد سے وہی کام کئے جاتے۔

برخلاف اس ملک کے شہزادوں کے جو دشمنوں سے کسی حد تک تعلیم و تربیت نہیں پاسے ہیں

آخر کو سن بلوغت شباب اور پیرانہ سالی میں مثل گدھے اور کھڑکی کے ٹوٹے عیون اور
نہاموں کے مصاحبت میں گرم محبت ہو کر غرق دریا سے توجہ دے لے لے لے اور
ضعیف الاعتقاد ہی ہو جائے میں مٹا ہوا موصوف کی تعلیم و تربیت کا اہتمام سن
چہا رسا لگی میں ایم فلاں رجسٹر صاحب کے سپرد ہوا تھا شاہزادہ صاحب کی ضفر سنی سے
ایسی طبیعت تھی کہ عورات کی حفاظت میں رہنے سے نفرت تھی لہذا ایچہ تبدیلی اہتمام
تأویب اور گرائی استاد جدید کی بغاوت مرغوب ہوئی آخر کو کسی تربیت نہایت خوب ہوئی
جب کہ بقدر سن اور زیادہ ہو اتنی ہی طبع اور ذہانت اور محبت کا دفور ہو گیا تھی اور عالی صولگی
اور خلق عام کے آثار کا ظہور ہوا صفات حمیدہ اور عادات پسندیدہ کی روز بروز نشوونما تھی
نبیون کا ظہور نیکیوں کا دفور ہر لحظہ پیدا ہوا صفائی بطون اور معصومانہ عفت خطا اور اپنی
شوخی سے ناام اور پشیمان ہو جانا اونکی ایک تصویر سے جسکو خود انھوں نے اپنے
دست مبارک سے اپنے روزنامہ میں صرف چھ برس کی عمر میں کھینچا تھا عیاں ہے
اوسکے دیکھنے سے جو لطف حاصل ہوتا ہے وہ خارج از بیان ہے اس کم سنی میں
جہکڑوں کے خیالات کی پیچہ بلند پروازی اور اپنے مزاج اور طبیعت پر جو حکمرانی تھی
تہہ اپنا عیب و صواب خود انکو معلوم ہو جاتا تھا تو عالم شباب اور سن تیز میں اونکے کیسے خیالات
عالی ہونگے اسی سے قیاس کر لیتا چاہیے چنانچہ اوسکے روزنامہ کا ایک مختصر سا تجزیہ
جو حقیقت میں لاجواب ہے اور جو ہم مقام پر بے عمل اور خالی از لطف نہ ہو گا ضبط تیرمین لانا ہون جناب
شاہزادہ مرحوم کے گذشتہ حالات پاریئہ واقعات سنانا ہون۔

۲۶ جنوری ۱۸۷۴ عیسوی کو ہم سب لڑکے اپنا اپنا آموختہ یاد کرتے تھے کہ مجھے نہ یاد ہو سکتا تھا اسلئے
میں رونے لگا اور کہا نا کہ انیکے بعد جسکو کھیلنے کی اجازت بھی ملی کیونکہ میں نے اپنا چچا بلا سبق نہیں
سنا یا تھا اور رونے لگا تھا اسوقت پر شمعنی آیا اور زبان فرسیسی میں ہم سے اوس سے
باتیں ہوسکتی تھیں اوسکے ٹھوڑی دیر کے بعد چچوٹا لڑکا نائل آیا اور پھر سیاہ کھیر لایا اوس سے
بہت بڑی خوبصورت تصویر میں کھینچیں۔

۱۱ فروری کو مجھے آموختہ نہ تھا کہ میں نے چاہنا تھا کہ سناؤں یہ بات مناسب نہ تھی اور اس میں

صرف میر جی ہی شہزادہ تھی

۱۰۔ اپریل کو مجھ سے اور میر سے بجائی سے لڑائی ہوئی ہر چند عید بات مناسب نہ تھی۔ اس صفر سنی میں جو خطوط اس شاہزادے نے مجھ سے منظرین میں اون سے صاف واضح ہوتا ہے کہ عید شاہزادہ کس سلامت اور عمارت صاف سے اپنے خیالات کے مطابق کیا ملکہ کرتا تھا بھلا اس کے ایک مختصر سا فقرہ فزودہ کلک جواہر ملک شاہزادہ موصوف کا ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

شاہ عیسوی پیارے باپ۔ پرسوں ہم سب متفق ہو کر ہوت ارشل کو دیکھنے گئے تھے اور کل اور کرنیل کو۔ اون کے مکان بہت عمدہ اور صاف دشتہ تھے۔ جگو گوشہ خاطر سے فراہوش افراہنگا اور کبھی بھی یاد کرتے رہینگا اور جب وقت نشیافت لائے گا میرے واسطے ایک گڑا جسکا سر ہوتا ہو در لیتے آئینکا نقطہ ایک کاتیرین البرٹ۔

بعض اوقات اس بچے سے مردوں کیسے امور ظہور میں آتے تھے شکوہ دیکھ کر لوگ آئینہ دار حیران رہ جاتے تھے کہ اس عمر میں کیوں کو بچوں کو بہت مرغوب ہوتا ہے مگر شاہزادہ خوش نصیب انکی رغبت اور محنت کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ شاہزادہ کی کوئی نہ کوئی کام کرتے رہنا لوازمات بلکہ شہزادہ کی ضروریات سے سمجھ لیا تھا تقسیم اوقات ہر ایک امر کے انضباط کا جو وہ برس کے سن و سال سے اسکو خیال تھا انیو مطالعہ کو اوقات کو یوں منضبط کیا تھا کہ تمام ہفتہ کے ایام اور گھنٹہ ہر علم و فن کے مطالعہ اور تحصیل کی واسطے علیحدہ علیحدہ منقسم کئی شعبہ گار اس سے سمجھ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وہ ہر وقت صرف تحصیل علوم اور کتاب فنون ہی میں ہر وقت متفرق رہتا تھا اور پٹنے پھینکے محنت بخش آزادی سے غافل تھا جس سے بچہ نہ کہ اس کام کو شوقا ہوتی ہو یا اس سن و سال کے لڑکے جو بلو لعب میں مصروف رہتے ہیں اون سے آگاہ نہ تھا لیکن عید بات نہ تھی بلکہ وہ کھیل اور بازی طفلانہ میں ہر ایک سرسبقت لیتا تھا جسوقت شام کو نوشتہ خواندہ سے فرغت پاتا تھا پیاوہ پاروز نیوٹن کے کوہستانوں پر چڑھتا تھا اور ادھر ادھر پر سرگردشت کیا کرتا تھا یا اپنے والدہ صاحبہ کے گھوڑوں پر سوار ہو کر میدانوں کی طرف سیر کرنا جاتا تھا ایک مرتبہ

گھوڑ دوڑ میں اول انعام جناب البرٹ نے حاصل کیا اور دلیا بے رین مین ایک نوجو
تین میل تک پیرتا ہوا چلا گیا غرض کہ جو کھیل کو دلو کو کون کو جانتا چاہیے اور جسے ہار ہو کر
حکم حاصل کیا اور سب پر فوق لے گیا۔

اغرازا اور عالمی طرفی کے آثار جو زمانہ آئندہ مین شاہزادہ سے ظاہر ہوئے اور سکی
طفلانہ بازیوں سے پہلے ہی استنبط ہوئے تھے۔

کوئٹ آر تھمٹر ڈورن جسے عہد طفولیت سے اونکے ساتھ پرورش پائی تھی اور بعد ازاں
اونکے مصاحب خاص ہوئے تھے ایک خط موسومہ جناب ملکہ معظمہ مین فراتے مین کہ جاتا
شاہزادہ البرٹ نے اپنے بہادرانہ خیالات اور دلیرانہ حرکات سے اس سن و سال مین
اپنا مافی الضمیر اظہار کیا تھا جو کچھ اور سنکر لوگوں کو حیرت ہوتی تھی۔

یہ شاہزادہ عالمی تبار عہد طفولیت مین بڑا حلیم المزاج اور فیاض تھا اگر کسی سے
کوئی امر نا انصافی یا بددیانتی کا سرزد ہو جاتا تو اسکو بڑا غیظ آتا اور کدین کا ذکر پہلے کہ سب شرا
یعنے البرٹ آرٹسٹ فریڈیٹاڈ کسٹس الگزیرڈ اور چند اور لڑکے کے پال و گھیم کے روزنیو کے
تضامات میں لیں یہ ہے تھے کہ ہلوگوں نے باہم بھیہ صلاح کی کہ یہاں سے متصل جو ایک
قلعہ ہے اس کے بیچ پردہ کرین چنانچہ ہلوگوں کے دو فریق ہو گئے ایک تو بلکہ کرینڈا کے تھے
اور دوسرے اسکی حفاظت کیواسطے متعین تھے ہم مین سے ایک لڑکے نے بھیہ بتایا کہ
اس قلعہ کی جانب عقب ایک ایسی مخفی راہ ہے جس سے پرشیدہ قلعہ کے اندر پہنچ سکتے ہیں
اور سکیلو ہمارے جانکی خبر بھی نہوگی اور قلعہ بلا وقت اور زحمت کے ہاتھ آجائیگا البرٹ فی بھیہ
سنگرا باکہ بھیہ بات تو سکی کہ دلاور کیواسطے بڑی بزدلی کی ہو اور دشمن کے مقابلہ مین خلالت
مردانگی ہے ہمارا کام دلین سے دو بار دعوہ کے روبرو لڑنیکا ہی دغا دویب سے دشمن کو زیر کرنا
دلاور سے بعد یہ بھیہ سنگر چھل دین کیواسطے ایسی جو اندر ہی اور دلیری ہی سڑے کہ اس
رزم کی گرم بازی مین البرٹ نے ایسی ایک ضرب میری تاک پر لگائی کہ نہایت سہناک ہو کر
جان لیونپ آرئی چنانچہ آجندک اوس رزم کا نشان باقی ہے کہ وہ شاہزادہ بعد ازاں مجسکو
پہچان کر حیرت شہوندہ اور مدام و منفعل ہو اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان و خجل ہوا اور

وہی ہونٹ صاحب اوسلے شاہ ہزادہ کی خدا ترسی و ترجمہ نیک عیسیٰ کے شاہد ہیں اوسکے خمد طفلی تھے ان امور کا ظہور اوسکی گفتار اور کردار سے پیدا تھا خلق عام ہر صورت سے ہو یا تھا اور ایسے ہی عادات ستودہ صفات اوسکے خوش مزاجی اور راست روی کے باعث ہوئیں جسکی تعریف میں شخص رطب اللسان اور غضب البیان رہا کرتا تھا اور غبار و ساکین کے حق میں اوسکا رحم و کرم عام تھا محتاجوں کی حاجت دہائی اوسکا کام تھا اون کا در و درگاہ اوس سے نہ ناسمین جاتا تھا اونکو تکلیف میں دیکھ کر دل بھرتا تھا ایک دن مینے اوسے ایک تھیکو چچہ پوشیدہ دیتے دیکھ لیا اوسپر اوسنے مجھ سے کہا کہ ہرگز اس امر کا ذکر کسی سے نہ کرنا کیونکہ دیو کے باب میں عیہ بات یاد رکھنی ضرور ہے کہ جب کسی کو چچہ دیو سے تو اس طرح دیو کو پیڑ تو کھینے

اتفاقاً ایک روز موضع وفس پانچ مین آگ لگی بہت سے مکانات جل کر خاک تر ہو گئے اور ہر ایک غریب کا جھوپڑا بھی تھا جو جل کر تمام ہوا اوس بیچارے کا جینے جی کام ہوا مگر جینا اس شاہ ہزادہ اوسکے پاس نیا جھوپڑا بنائے کے لئے روپیہ کافی نہ پوچھ لیا اوس چچین نہ آیا عیہ بات قابل غور ہے کہ عیہ چچہ برس کا سن و سال اور غبار پر دیکھا عیہ حال لوگوں کو اس پر رش و رش و رش سے کیا کیا دیکھ بیان تھے اوسکی نسبت بلند مہتمی اور عالی حوصلگی کے کیا کیا گمان تھے ایسے حرکات کو کس جانتے تھے کہ عیہ لوگ ہزادہ ہو گا جو زمین فضل الہی سے بڑا انداز ہو گا۔

تا فرین اور لاق کو تشیلات مذکورہ بالا سے اس صغیر سن شاہ ہزادہ کی دریا دہائی اور علو ہستی خیال تو اول کلام متعوش خاطر فیض آثر ہوا ہو گا مگر اب مین اوسکی شرارت اور شوخی کا بھی تذکرہ گوش گذار کرتا ہوں جو امر واقعی ہے اوسکا بھی اظہار کرتا ہوں کیونکہ شوخی و شرارت کا یہی سن ہوتا ہے کھیل و کود کا یہی دن ہوتا ہے اکثر شاہ ہزادہ جو وقت اپنی خند اور خود رائی پر آجاتا اپنی بطل کے موافق شوخی اور شیطنت سے باز نہ آتا ایک دفعہ شاہ ہزادہ البرٹ کی داد مہی لے پنے دل کا ارمان نکالنے کے لئے سب چھوٹے چھوٹے لوگوں اور لڑکیوں کی دعوت کی بڑی دہود ہام کی ضیافت کی اور وقت شاہ ہزادہ کا سن پنج برس کا تھا لیکن صاحب نے عیہ پایا کہ شاہ ہزادہ بھی کسی لڑکی کے ساتھ ہم دین ہو کر رقص کر رہا چنانچہ ایک لڑکی شاہ ہزادہ کی ہم عمر اس کے واسطے تجویز ہوئی جب اور لڑکی کے اندر لڑکی

اپنا پانچ ختم کر چکین توٹا ہزارہ کی باری آئی اسنے دعا بالکل بے بجائی کرادی تو یہاں
 بیٹھ کر ناپچنے کو کس طرح نہ اٹھا ہزار دم دلا سا دیا لاکھ سمجھا یا بوجھا لاکھ کی طرف سے
 راہ پر نہ لایا اس شور و غل چچا کہ سارے مکان کو سپر اڑھا کیا کسیکی بات کو سکوپ نہ آئی
 حتیٰ کہ بھائی کی نصیحت بھی نہ بھائی اگر اوسمین عجیب تھا تو یہی تھا جو تمام عمر اوسکے ساتھ
 رہا اور مرتے دم تک اوس سے نہ چھوٹا علاوہ اسکے اور سب باتیں اوسمین پسندیدہ تھیں
 اچھی اچھی صفات حمیدہ تھیں مثلاً وسوسہ اور درو مندی کے کاموں کو ترک و غور کرنا
 کسی حال میں اسے قتل کو ہاتھ سے نہ لینا خیالات نفیسہ کی عادت اپنی ذات پر قدرت
 اپنے کردار اور گفتار میں نہایت حزم و احتیاط و انشوری اور ہوشمندی کے عمدہ صفات
 سے موصوف تھا نیک کاموں میں بدل مصروف تھا اپنے برادر کلان سے بھی ان باتوں میں
 اوسکو فوق تھا نیکو کاری اور مردم دوستی کا بڑا ذوق تھا صرف ان سب کی خدمت میں کسی
 ایک خدمتی جو ایسی خلقی اور جہلی تھی کہ جب حسب خواہش اوسکی تعمیل نہ ہوتی تو بعض اوقات
 بہت سختی سے پیش آتا بارشادت غیظ سے اپنے جامہ سے باہر ہو جاتا مگر تاہم حملہ اور
 صفاتون کے خندہ پیشانی اور خلق محیم اوسکا سب سے زیادہ تھا جو اوسکی صورت پر حقاً
 دام محبت میں اسیر ہو جاتا طلق کا وہ عالم تھا کہ جس سے ایک بات کی وہ بندہ دردم ناخیزہ ہو گیا
 تمسخر اور سیر و تماشے سے بھی اوسکو ذوق تھا اور مزاج وہ دل گلی کا بھی اوسکو شوق تھا اکیس روز کا
 ذکر ہے کہ اوسنے اپنے معلم علم کہیا سے چند چپوٹی چپوٹی شیشیان جو مٹر کے دانہ کے برابر
 ہوں گی تیرا بکیریت کے دھان سے پر کر امین اور تمام پانچ گھر کے فرش پر اسطور سے
 پھیلا دیں کہ جتنے حاضرین جلسہ تھے اوس بچار کے دماغ میں سرایت کر جائیے نہایت
 پریشان ہوئے سخت حیران ہوئے آخر کار ایسے گمبہ اسے کہ آئین میں توجہ نہ ہونے پہلے آئی
 حصار کی بیچہ گر دانی کو کوئی پریشانی دیکھ کر شاہزادہ بہت خوش ہو اکر جب اونکو والد ماجد یا بعدا
 شہادت ساسوہنار کے پر بہت خفا ہوئے سخت زبرد توہین سے پیش آئے۔

۳۴۰ عیسویں قلعیم و تربیت شاہزادوں کی جو بسبب نکاح ثانی اور نکاح الدیانی معوض توفیق میں تھی
 تھی پھر ازیر نو شروع ہوئی اوسوقت شاہزادہ کی عمر سولہ اور اوسکے بچائیکے ستھ سال تھی

البرک کو نوشت خواند کا آہنا خیال تھا کہ جو تھوڑا سا دقت خورد و نوش میں صرف ہوتا اور سکون بھی
تجلی کے وقت میں ضائع ہوا جو علم و ہنر سیکھنے میں مصروف ہونے کے بھی اور زمین ناغہ نہ کر کے تعمیل
جو بھی جو باعث تندرستی اور بلوائی ہین ہرگز نہ ترک کر جاتے اس شانہزادہ کو علم موسیقی میں ایسا
کمال حاصل ہوا کہ عمدہ عمدہ گیتوں کے اختراع کا ملکہ ہو گیا۔

خلق و صحبت انس و مرآت شانہزادہ میں اتقدیر زیادہ تھا کہ اگر او سکواور کوئی کمال بھی حاصل ہوا
ہوتا تو بھی اسکی عادات پسندیدہ اور صفات حمیدہ ایسی تھیں کہ او سکو بے عیب اور متدین
قرار دینے کے لیے کافی اور دانی تھیں غرض کہ او سکے خلق و صحبت کے بارہ میں کہان تنک
خاصہ فرسائی کھینچے اپنے عزیز و اقارب سے جو او سکو موافقت دلی اور الفت قلبی تھی وہ اون خطوط
سے ظاہر و باہر ہے جو اسنے اپنی والدہ اور دادا بیضا حب کے حضور میں ارسال کیے ہیں
اوسکے مضامین سے صفائی قلبی اور سبے تکلفی دلی صاف عیان ہے جو محبت اور الفت
او سکوا اپنے برادر کلاں کے تھی اسکی کیا حاجت بیان ہے سب جانتے ہیں کہ جب شانہزادہ کا
خلع ہوا تو وہ وفون بھائیوں میں اتر اترق ہوا شاہزادہ کیو بیچہ امر نہایت شاق ہوا اور جدائی
نے ایں استیاء کہ ہم لبونہ پڑا یا اگر او سکے اس محبت اور خلق عام کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ لوگ اوسکے
لوگوں میں ہنسی سے کہتے تھے کہ کسی نہ کہ میدان اسکی نسبت خار زاد بہن سے ہو گئی وہ
آہر کا ظہور میں آیا کہ جناب شانہزادی و کٹوریا کا بھی دل انکی طرف مائل ہوا بفضل الہی
شامل ہوا میلان طبیعت و افسانہ رنگ دکھایا محبت نے نقشہ جایا جسوقت کہ شانہزادی مور و کی
تخت نشین کا وقت آیا تھا اسوقت تو الفت نے اور ہی سادہ دکھایا تھا جناب شاہ یوم چہام
کب تک تخت نشین رہتے زینت بخش تاج و کین رہتے آخر کار ایک روز جانسوز سفر آخرت
پیش آیا اس جہان گزران سے لاو لہ ملک عدم کو کوچ فرمایا پھر تو وارث تخت و تاج کا کون
مخلع تھا خداوند کریم اپنے لطف عظیم سے جناب شانہزادی و کٹوریا کو سلامت باکرت رکھے
سب لوگوں کی نگاہ طلوع آفتاب جلال اقبال سے انھیں پر پڑتی تھی تمام عالم اس بات پر
متفق و اللفظہ البیان تھا کہ سو اسے شہزادی کے اور کسپر مالک میر برخلاف ہو چکا کہ ان تھا
اوہر تو لوگ اس سلطنت وسیع کے کار و بار کی عظمت و شان کو دیکھتے تھے اوہر کس شکل جمیل

جوان بخت جوان سال خاتون فرخندہ فضائل کو جس سلطنت انگلستان میں سبب کا
سرتاج ہو نیرالی تھی دیکھ کر کہتے تھے کہ اللہ اللہ مجھے ثروت و اقبال عید شہادت و بطلان
خداوند کریم اسکو صدوسی سال سلامت باکرامت رکھے کہ کئی کیسی ہی مستقل مزاج اور
جفاکش ہو جو بیعت و شادی ہر میر رکھتا جائے تو ضرور میر جاکر کہتا ہے اسلئے اسکو عزیز
انکار اور اہلی خانمان کو بھی گمان تھا اسی امر کی فکر و امن گیر تھی ہر وقت اسکا چہرہ
نہا کہ ہر حالت ملک و دارمی اور کاروبار سلطنت اور سیاست امور ریاست کیونکر سرانجام پائینگے
اس پروردہ نازقم بانو سے دعائے خدم و حشم سے کس طرح روز بانصرام لائینگے بالفرض اسلئے
بلخ و بلخ میں خلل تو پائیگا پھر کہ اگر عید کام انصرام پائیگا کوئی ایسی تدبیر موتی کی جس سے
ہر طرف وچ ثواب استدعا و تہنیت بھی ہو جائی رہناقت اور دوست سے کسی مونس
تھک رکے اور کی طبیعت بھی نہ گھبراہٹ شاہ مجھ میں جو اگر میری عادات و رسم و رواج
اور اس کے حرکات و سکنات اور طریق نبرد و تاق و تاج بھی واقف تھے کمال غرض و غور اور
جہاد و زوے پیرس البرٹ کے رفتار و گفتار اور طریق کردار کے صفحہ سنی سے نگران رہتے
اسی طرح کیا کہ یہی گلو اوکس ہندو کے ہم پیلو ہوینگے لایق ہے اور شہزادی و کشوریا کا زور
صاحب و اس ہی بہتر اور کوئی نہ کا چنانچہ برسیل مذکورہ انھوں نے اس بات کا ذکر اپنے
بھائی شاہزادہ البرٹ کے والد ماجد ولوک کو برگ سے کیا وہ اسکو ٹکڑا کرنا پیش ہوئے
بعد چند سے جناب ولوک موصوف کسی اور غرض خاص سے مشغول عیسوی کی فصل بہار میں
مع اپنے دونو صاحبزادوں البرٹ اور رافٹ کے عازم انگلستان ہوئے ظاہر کوئی اور
سبب اس سفر کا جزا کے معلوم نہوتا تھا کہ ان دونوں شہزادوں کی ملاقات مسرت
آیات شاہزادی و کشوریا سے کرانین کسی صورت سے انکی صورت اوکود کھالین ادھر
شاہ ولیم چہارم شاہزادے کی چھانے جو ابھی بقید حیات تھے اور جنکے فیالات اوکس
شاہزادی کی نسب کے نسبت مجھ اور ہی تھے یا اس نظر سے کہ جو بات کیلئے دیہانین
نہیں آتی اگر کوئی او سے سوچا وہ تو بھئی اسکا خیال نہیں کرتا ہے اس امر میں
بلخ محل میں لائے کہ ولوک کو برگ انگلستان میں خلی الاسکان نہ آئے مگر شاہ موصوف کا کوئی

عندہ پہلے کام نہ آیا اور ڈیو کو کھڑکھڑاتے ہوئے آٹھ گھنٹے تک لایا اس وقت شاہ ہزاری دیکھ کر ہلکا اور
پرسن البرٹ کا سن سترہ سترہ برس کا تھا ہر ایک کو جو انی کا ادب و جوش
شباب تھا ایک غیرت مانتا تھا تو دوسرا رشک دہ آفتاب تھا شاہ ہزاری فی حب البرٹ کو
دیکھ کر بدل اٹل ہوئی۔

اس وقت شاہ ہزاری کا تھپہ بھائی سے کسی قدر لپٹ تھا مگر حسن و خوبی میں نہایت درست تھا جو ان
خوشتر و نمودار و خوش خلق تھا نہایت سادہ مزاج و لطیف و دلنشین و دل عزیز تھا نہایت صاحب اختیار تھا ہر
نورانی خندہ پیشانی اتالی کی رشتہ کی جو کچھ تھا وہ لکھتا تھا ہوتا ہے محبت میں بیکار ہوا کہ شاہ ہزاری
ساتھ ہی انو باجی کا تھپہ کی کسی خودہ نقاشی میں مصروف رہتا تھا غرض کہ کوئی لکھتا اور لکھتا تھا
کسی نہ کسی کا مین وہ مصروف رہتا۔

یہ پلاہر تھا کہ شاہ ہزاری البرٹ نے اپنے قدم میں نہایت لڑم سے ساحل انگلستان کی کرب
فریخت بخشی اور چند روز تک وہاں اقامت فرمائی شاہ ہزاری البرٹ کا مقام سنگ گھر
جہاں کینٹ کی گیم اپنی خالہ کے رہنا اور شاہ ہزاری دیکھ کر اس کے ہم سبق ہوا کہ اس
استاد سے تعلیم پانچ ایک باشب روز شاہ ہزاری کے ساتھ نشست و برخاست کرنا اس کی
آمد وقت اور محبت باہم فی اخلاص اور الفت کا اب ایک قصہ ایسا دلچسپ اور دل چاہ
معلوم ہوتا ہے کہ الفت لینہ کی داستانوں کی قدر کو دیکھتا ہے اسی محبت و غلامی
انجام کار پیچیدہ دکھایا کہ کئی کئی گنا فتنہ جھایا۔

جب تک ان کا قیام انگلستان میں رہا جو خاطر و مدارات اور تواضع و تکریم اور مراتب مہمانداری
اور محفلین اور جلسے مشاہد و تکریم چارم اور ملکہ ایڈمی لینڈ اور کل قرابت داران شاہی
کی طرف سے عمل میں آئے انہیں شمس میں اور جہد راعزاز و اکرام و مناجات و کان
دولت و اعیان سلطنت و درسا و مدار اور امر و ایامی مقتدر و ظہور میں آئے وہ بھی
محتاج شریع و بیان نہیں ہیں۔

بعد ازاں شاہ ہزاری و میزبانان و ایشان سے نقد و خدمت حاصل کیے اور انگلستان سے روانہ ہو کر
بقامطز ایک مکان رفیع ایشان میں فروکش ہوا اور یہ تخت نگارانی شاہ جمہادیو بلوادی

سیاح یا مسافر سے جو اسکے ہوشل بین قیام پذیر ہوتا شاہزادہ کا ذکر کرنا یہ سب آئینہ مصونین خوشی سے انسو بہ لانا تھا اور اوس عالمی جناب کے مشہور کاموں اور خوش اخلاقی اور انسانی کا ذکر اسکو سناتا تھا اور اپنی نشست گاہ کی دیواروں پر جو تصویر بنا رکھی تھیں وہ دیکھ کر گھبراتا تھا اور خود بھی دیکھ کر تاتا تھا انہیں ایک تصویر تو جناب ڈیوک سکس کو بگ بگ کا تھما جو ہم کی دوسری جناب ڈیوک صاحبہ عالی کی تیسری جناب شاہزادہ البرٹ کی تھی مگر ان سب میں شاہزادہ کی تصویر کو بہت عزیز رکھتا تھا اور ہر سیاح کا یہ چشم دید بیان ہے اور اکثر رسالوں میں اسکا تذکرہ آیا ہے کہ جب وہ پیر روشن ضمیر اور ان تصویروں کا مسافر ڈیوک معاہدہ کرتا تھا بے اختیار زار زار روتا تھا۔

بعد استقامت سہ سالہ کے ماہ ستمبر ۱۸۳۸ء عیسوی میں شاہزادہ البرٹ مدرسہ چھوڑ کر قصبہ بان سے روانہ ہوا وقت خلعت جو لوگوں کا حال ہوا باشندگان قصبہ کو مہاجر تھے بلبل پڑا اور جب قدر غبار اور مساکین کو جو پردوش یافتہ بدل و نوال شاہزادہ خوش خصال کو تھے بربخ و افسوس ہوا خیال میں نہیں آ سکتا ہے بیان میں کب سا سکتا ہے۔

۱۸۳۸ء عیسوی میں بعد وقوع واقعہ جانگذا دھاوٹہ روح فرسا جناب شاہ ولیم چارم کی شہزادی و کشوریا الفضل ایزدی تخت نشین ہوئی رونق بخش تلخ و نگین ہوئی سلطنت برطانیہ کے تمام مایا برایا آئینے جلوس میزٹ مانوس سے شاد ہوئے قید غم سے آزاد ہوئے انگلستان خوشی سے پھولانہ سایا ہر کمرہ و مہ کا مقصد برآیا۔

جب یہ خبر فرحت اثر شاہزادہ خوش سیر نے سنی وہ اسوقت بان کے یونیورسٹی میں تحصیل علوم میں مصروف تھے فوراً ایک تہنیت نامہ کمال فرحت و فہلا بنام جناب ملکہ مغلیہ کے تحریر فرمایا اپنا غماز محبت اور جوش طبع کو کھایا ہر چند کہ اسوقت شاہزادے کے ولین ہسبات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ تین برس کے بعد میں بھی موت الہم کے سیلے ملکہ مغلیہ کی دولت ابدت کا شریک نہج و راحت ہوں گا۔ تہنیت نامہ میں بعد غماز شتیاق و الایطاق کے جو استماع شہہ جان بخش تبدیل حالت ملکہ و دان کے حاصل ہوا تھا اور اسی مبارک پر اپنا یقین شہر و ذمہ داری ہائی نمایان و ازم نصیبی شاہان کے جو جناب شاہزادہ صاحب نے حوالہ قلم خود و قلم فرماتے تھا وہ ذیل میں لفظ بلفظ لکھتے آجاتا ہے۔

جیسے تیرے دل سے پیہر دعا ہے خاص یہی مدعا ہے کہ حکم الٰہی کہیں رب العالمین شاہنشاہ عالم ملک کون و مکان تمہارا حامی و مددگار رہے اور اپنی قدرت کا لمحہ سے تم کو اس مشکل اور عالمی مرتبہ کی مصائب کے انصرام کی توفیق عطا کرے تمہاری سلطنت مدت مدید تک قائم و برقرار رہے فرخی اور بہاؤی سے شاندار رہے اور درگاہ قاضی الحاجات مستجاب الدعوات سے پیہر بھی دعا ہے شب و روز یہی التجا ہے کہ تمہاری کوششوں اور محنتوں کا صلہ حق جل و علی پہ عطا فرمائے کہ ایک عالم تمہارا مطیع و سخر ہو جائے تمہاری تمام رعایا شکر گزار ہو جان ناری پر تیار ہو تم کو بدل عزیز جانے عقیقت سے اپنا بادشاہ ماننے چون کہ شاہزادہ عالمی ارادہ نے پیہر دعائیں صاف طینی اور نیک نیتی سے بخلوص دل و بین تمہیں وہ سب مستجاب ہو کر پے کم و کاست راست نکلیں اور خود شاہزادہ بنفس نفیس جناب کبریا کے حکم سے اعلان ماجہ دستان مفرح اور شہ نازان تاج گران بہا کا باعث ہو اجسے اس چمک دمک کی سائندہ ناری عزیز ملکہ معظمہ و امت اقبالیہ کے چراغ سلطنت کو فروغ ہوا جسکی روشنی نے تمام پیر نور کیا جلالت و شہمت میں مشہور کیا۔

ب شاہزادہ عالمی تبار گردون و قار کی تعلیم کافی اور تحصیل وافی قریب الانقضاء ہو چکی تھی بلکہ فارغ التحصیل ہو گیا تھا لہذا شاہ فیہر نے پیہر تھوین فرمایا او کی رائے میں میں آیا کہ ب شاہزادہ سیر و سیاحت اور ملکات معانیہ دیار و اعمار فرمائے چندے یوں ہوئی لائے تاکہ جو تحصیل علوم اوسنے کی ہے اوسکو باحسن وجوہ چنگی ہو جائے جو کچھ کتابوں میں مضامین ہوں خود دیکھا اور سنا ہو وہ نگاہ سے بھی ایک نظر گزر جائے اور علاوہ برین جو خیالات مشتبہ شادی عروسی و دامادی اوسکے دامین سماؤ میں و دینی ہوسل جائیں۔

چنانچہ ہر گہست مشہد عیسوی کو وہ شاہزادہ عالمی تبار مع رفقار جان شارقصبہ بان سے البصائر بان روانہ ہوا بارش باران رحمت الہی رحمد کی گرج صاعقہ کی چمک بجلی کی کرکڑین ایک ایک شب بمقام کو بلند و راہ نیم مقام کر کے رہگزار منزل مقصود ہوسے اور بعد رونق افروزی مقام باسل کے کوستان جو رہ کی راہ سے خیمہ سادات اقبال نے مصافحات برینین بمقام البغینوز دل اجلال فرمایا اور یہاں اپنی خالہ عزیزہ جناب بیگم صاحبہ کے پاس تین روز تک

بھی خوب دقت کا ارتقا چاروں چار چند روز صبر کرنا مناسب نہجما لی ازان جب شاہ جمہا
موصوف نے اس امر کا تذکرہ اپنے محقق شاہزادہ المبرٹ سے کیا اور اس نے بے اختیار یہ
جواب دیا کہ جن امور کا ہنوز فیصلہ نہیں ہوا اور جو معاملات طے نہیں پائے اور نگہ بارہین
مجھے دریافت کرنا تحصیل حاصل ہے کیونکہ حقیقت کی طرف ناشکی جانب سواقبال نہوین
کسی طرح سے کچھ نہیں عرض کر سکتا۔

مگر اس مقام پر ہم یہ فرض دیکھیں گے کہ شاہزادہ کو نکاح کرنا بدل منظور تھا ملک معطر کے نشہ
مجت میں پور تھا لیکن اس نازک موقع پر طرح طرح کے خیالات قسم قسم کے توہمات اور کید
مجت سترل میں گزرنے لگے کبھی دوسرے کہتا تھا کہ ملک کا شوہر بنا جو بذات خاص فرمانبردار ہے
کچھ فقیہ اور غریکی بات نہیں ہے کبھی خیال کرتا تھا کہ اگر سن اتفاق سے ایسا ہو ابھی تو کچھ
اپنی ذاتی عزت و توقیر کا خیال دے دو کرنا ہو گا کبھی یہ کہتا تھا کہ عشق میں جن مراتب میں درج
سادات کا چار فرق آجائے گا اور سہ اقدار نکاستان میں دوم شمار کیا جائے گا اگر ایسا ہو گا تو اچھا
تو کچھ کبھی اس ادبیٹ میں رہتا تھا کہ ملک معطر کا شوہر ہونا اس کا خیر میں توقف
کرنا خامی از علت نہیں ہے شاید اس مہلت سے لڑکی عرض یہ ہو کہ صاف صاف انکار کرنا شاید شان
یہ سان بلند مکان نہیں ہو لہذا یہ ظاہر اقرار اور پردہ انکار ہے کبھی یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ کیا شوہر کے بعد تہنہ
چند سال کے یک نیت نامظور کر کے صاف انکار کرے تو محنت میں انگشت نمائی چم چہم میں
رسوائی ہو کبھی اس بات کا ادسکو دھیان آتا تھا کہ کہا نکاح کیا کیسا نکاح یہ سب کچھ بڑا ہو بہتر ہے کہ
کوئی پیشہ ایسا اختیار کر لے کہ اس سے اپنی اوقات بے ساحت غیرے بسر کر دے
چنانچہ اس کے والد ماجد بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک امید ہو موم پر شاہزادہ کا شباب
مضت خراب ہوتا ہے کسی نہ کسی شغل کی طرف ادسکو مائل کرنا انسب ہے۔

ادب تو یہ خیالات اور توہمات تھے اب کچھ ادوہر کا حال سماعت فرمائیے جس روز سے
ملکہ معطر نے ایسا رد کیا بواب اپنے عمومی ناوارشاہ کلیم کو تجویز فرمایا تھا اس روز سے
اوس کے دل کی عجیب کیفیت تھی ہر خطہ اپنی تنہائی کا لالہ ہر لمحہ اور ہر ساعت ایسے شخص کے
ساتھ عقد نکاح کی ہو گیا خیال رہتا تھا جو اس اعلیٰ ترین مرتبہ سلطانی لہذا شکرات اور ترددات

متعلقہ امور و املاات فاقا قالی کا نشینہ بادیہ اور دیہہ خوشن بخشیر اور خوشن تقریر ہوتا اور جو مصالحات خانہ داری اور مراتب عشرت و کامرانی کا شریک اور محرم راز دنیا زراعت اسرار نامہ ہوتا جس سے کسی قدر توارک اور مصنف کے احوال میں کمی ہوئی کچھ تونش اور خرمی ہوئی بیحد سوچ کر جو ملک مغلیہ نے اپنی تحریر سابق پر غرض وغیرہ کیا تو سر اسرار اس میں اپنی ہی ہنر و دھرم پائی سو اے اسکے اور کوئی بات خیال میں نہ آئی اپنی حرکت سے نہایت پریشان ہوئی سخت حیران ہوئی اپنے آپ کو بہت سی لعنت ملامت کی اور اس بات پر نہایت ماسخت آیا کہ بیشیہ ایک کلمہ کیوں نہ بنایا چنانچہ اس موقع پر جو ملک مغلیہ نے ایک مقام پر از قلم فرمایا خلاصہ اسکا درج ذیل ہے۔

میں اپنی بیباکانہ تحریر اور بے محابا تقریر سے معذرت کے لائق بھی نہیں ہوں مجھ اس کے
چمکے اور سوقت میں صرف یہی خیال کیا تھا کہ میں ملکہ انگلستان ہوں اور میں نہ کھائے نہ پینا
آزاد نہ رہتی ہوں اور سن بھی میرا صرف اٹھارہ سال ہے ابھی نکاح کی کیا جلدی ہے
تا حق بیٹھے ٹھکانے پابہ پنجبر ہونا آزادی کو کھو نہا ہے لیکن اب میں اس اپنی عجلت سے
شرافی ہوں اب جواب صاف دینے سے بچھتا ہوں نہایت ہشیمان اور خجل ہوں اپنے
کیے سے منفصل ہوں کیا کہوں کیسی پریشانی ہے سخت حیرانی ہے لیکن اس مقام پر جیہ
بات قابل غور ہے جبکہ ایک خاتون نوجوان کو عالم شباب کا جوش ہو اور جو قدرتی خواہشوں سے
بلا خواہش مدہوش ہونے خود تجربہ کار ہونے کوئی مونس نہ صلاح کار ہونے کوئی شوہر سافیق نہ
ٹھکسا رہونے کوئی امور اہم میں نہ دگار ہوا شمار ہر س کے سن و سال میں ملکہ ہو جائے
انصاف کا مقام ہے کیونکہ تین تہا سلطنت کا کام انصرام پائے ہر چند یہ تجربہ اب
فصول ہے اسکے کھنڈے سے کیا حصول ہے مگر تاہم جیہ ایک بات قرار پائی کہ جب شاہزادہ
البرٹ جواب شافی اور قول فیصل کے مستعدی میں تو دونوں شاہزادہ ملہر سری طور پر انگلستان کو
تشریف لیجائیں اور وہاں ہو چکے جیسا ہو اسکی تعمیل فرمائیں چنانچہ جرمنی سے روانہ ہو کر
بعد طے منازل و قطع مراحل دریا سے شہر اوکساجہار ساحل انگلستان پر لنگر انداز ہوا
بار دوم شاہزادہ البرٹ رونق ازاد ملککٹ برطانیہ ہوا اس مرتبہ جو جو باتیں نسبت شاہزادہ عالی الوافہ

کے طوطے ثنائی کے ذہن میں تھیں ذہ مہجور است نکمین اور پسلی مرتبہ سے مدفعہ
شہزادہ کی ہر ایک بات میں فرق پایا گیا کیونکہ پہلے جب شاہزادہ دہان تشریف لے گیا
تھا تو اوسکے ایام طفلی تھے اور اب شاہزادہ اللہ نہایت تحصیل اور جمیل سر و قامت سہمی بالا
جوان رعنا ہو گیا تھا بلکہ جہد عمر نہ تھی اوس سے قدر بالا دو بالا معلوم ہوتا تھا اور لیاچک
تو کیا پچھنا تھا فارغ تحصیل ہو چکا تھا اب صرف چند روز کا وقفہ درمیان تھا ورنہ ملکہ معظمہ کو
قبول و ایجاب میں کسی طرح کا پس پیش باقی نہ رہا تھا۔

لارڈ ملبارن اور ملکہ معظمہ کے عمومی ناوار کی بیچہ دلی تمنا تھی ہر وقت خدا کی درگاہ میں یہی
دعا تھی کہ ملکہ کا عقد کسی لائق و فائق نوشتہ سے ہو جائے۔

شہزادہ البرٹ کی عادات پسندیدہ اور صفات حمیدہ سے بدل آرز مند تھے اور صاف
صاف کہتے تھے کہ فی الواقع ملکہ معظمہ کے لائق یہی شاہزادہ عالمی ارادہ ہے اس مرتبہ
شاہزادہ البرٹ نے انتہا درجہ کی محبت اور موافقت برائی کوئی بات خلاف
رضاء جو ملی ملکہ معظمہ کے لب پر نہ آئی ہر جہاں اور مقام میں ملکہ معظمہ کے ساتھ
جاتا جدائی کا نام زبان پر نہ لاتا جس سے بیچہ بات ملکہ کے دل پر نقش کا لہجہ ہو گئی
خبر شاہزادہ کی محبت صرف ظاہری نہیں ہے بلکہ دلی ہے بناوٹ کا نام نہیں
ظاہر و باہمی کا نام نہیں الفت اصلی ہے لیکن کوئی موقع اونکو ایسا نہ ملتا تھا کہ
شاہزادہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتیں لیکن ایک جگہ کی بود و باش ایک مقام کی
نشست و برخاست سے کہ تک ایسا موقع ہا تھا نہ آتا آخر میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا
کہ ملکہ معظمہ کی زبان پر نکال دنائی بیچہ بات آئی کہ اپنی خواہش نکاح ظاہر فرمائی۔

ایک شب کو ایلان شاہی میں تقریب دعوت جمیں شاہزادہ سے اور شاہزادیان اور امراء
روس کے زن مرد بلا لحاظ و پاس ایک دوسرے کے ساتھ ملکر رقص کرتے ہیں جمع تھے
ملکہ معظمہ نے اس موقع کو مغتنات سے سمجھا اور بعد رقص کے اوس گلاب نامی اپنے
دست مبارک کا بنایا ہوا ایک گلاب شاہزادہ کے پیش کش کیا وہ گلچیں ریاض محبت اس روز کو
سمجھ کر باغ باغ ہو گیا اگرچہ کادو کی صورت ہی نہ تھی اور ہوا میں ہی برابر پھینک رہا تھا

چسپان تھے اس واسطے شاہزادہ اس عطیہ عظمیٰ اور نعمت غیر متقربہ کو اس مقام پر جہان و دسک
مستحق قیوم پر ہونی رکھنے سے ملکہ درتھاپس اس سے فوراً عجیب سے قلمت ارشاد کیا کہ اس کو سیدہ
پاس سے چاک کیا اور اپنے دل کے پہلو میں اس فرحت انگیز محبت خیز شگون کو بکمال
جگہ دی بعد اویس کے پریمی کونسل کو اس ہونہار قرابت سے مطلع کرنا ایسا مشکل نہ تھا جیسا
بنا میں کو اپنا اظہار خواہش نکاح و شوار تھا۔

بعد لینے اس شخص جان بخش کے شاہزادہ بکمال نکسار دلیج و شکر گزار اور ان خاطر و دلا اور
تواضع و تکرم و لطف عظیم کا ہوا جو منجانب جمع ارکان خاندان شاہی کے بخلق تمام
اس مرتبہ انگلستان میں ملہو میں آئے اور یہاں کے قیام مسرت انجام سے جو فرحت
و انبساط حاصل ہوئی اس کا شکریہ ملکہ معظمہ سے ادا کرنے میں گرم سخن تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
نے یہاں کا نہ اور بلا تکلف موقع پا کر مجھے ارشاد کیا کہ اگر فی الواقع جناب کی طبیعت اس ملک سے
اس قدر مسرور ہوئی ہے اور کلفت دور ہوئی ہے تو کیا عجب ہے کہ آپ یہاں
قیام فرما ہونے اور اس کو اپنا خانہ بنے تکلف تصور کرتے ہیں عذر فرمائیں گے اور وقت
شاہزادہ کا نسیم اور چہرہ کا شرم و حیا سے عرق آلودہ ہو جانا اگل رخسار پر سرخی کا
آجانا آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب دینا ملکہ معظمہ کی خاطر محبت ماثر کو نہایت
خوب بہت مرغوب معلوم ہوا ایسے گھوڑی لڑائی کی تمام زندگی میں نہایت مسرت و انبساط
کی تھی اور سوت اس کے دل کی خوشی کا وہ عالم تھا جو ایک کامیاب عاشق کو ملکا
ہوتا ہے ملکہ معظمہ نے مجھ سب حال فرخندہ خال من و عن اپنے عمو سے ناوار
شاہ عالمگیرہ لیو پولڈ والی بیچیم کو تحریر فرمایا اور کمال خوشی و نشاط و فرط انبساط
سے اپنے شوق اور پاک و صاف جوانی کی اور منگ محبت کی تبرک کا مشہور سنایا
چنانچہ اس خط کی نقل اس مقام پر مناسب معلوم ہوئی لہذا ضبط تحریر میں آئی

خط

میرے سب سے پیارے چچا۔ تسلیم خم کر کے عرض کرتی ہوں کہ اس خط کے ملاحظہ سے
مجھ کو یقین ہے کہ آپ کو بھی خوشی تازہ اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوگی کیونکہ آپ کو ہمیشہ

میری بہترین و بہبودی مد نظر رہی میرے حال پر مدافعت غایت فیض اثر رہی ہمیشہ
میرا حال فرحت اشتغال میں تھا آپ کو شوق تھا اس امر کا تاہم ذوق تھا
دینوالین کو اپنا ارادہ معمم کیا بلکہ آج صبح کو میں نے شاد بڑا دہ البرٹ سے بھی صاف کسریا
باستماع اس مژدہ روح افزا کے جس گرم جوشی اور سرگرمی سے اظہار محبت اور سکی جانب
سوسلو میں آئی کیا عرض کروں ہر امر میں اس کو میں نے ثابت قدم پایا مجھ کو امید تھی کہ اب میری
فکر و دہو جو جا بگی ہر ایک مرد ہر انگلی کا میا بی نصیب ہوگی رنج و ملال دور ہوگا فرحت تریب ہوگی
میں نے اس کو خوب جان لیا جو اچھی طرح سے پہچان لیا ہو اپنے حتی المقدور اسکی خدمت گذارین
قصور نکروں گی اسکی رضا جو نہیں دست بستہ حاضر ہوگی یہود چند ہفتے جو اسکی محبت میں
بسر ہوئے ہیں مجھ کو معلوم نہیں کہ یہی دن کب گزرے میں اسوقت جو حال فرخندہ فال
آپ کی خدمت میں گذارش کرتی ہوں مجھ کو معلوم نہیں کہ میں کی کیا لکھا اور اب کیا لکھتی ہوں
اور آئندہ کیا لکھوں الغرض مجھ کو ایسے مسرت ہے کہ آپسے کیا عرض کروں لیکن ایک امر کی
التجا ہے میرا جد ولی دعا ہے کہ اس راز سر بستہ کا حال سوا آپ کے اور چچا آرنسٹ کے کسی
اور پرانا اقتلاع پالیمنٹ کھلنے نہ پائے غیر سے اسکا تو کرو مطلق زبان پر نہ آئے کیونکہ لوگ
مجھ کو فغان شکار کہیں گے اور اس بات کا لازم قرار دیں گے کہ ہر ان پالیمنٹ کو فورا کیوں نہ
فراموش کیا اپنا ارادہ کیلئے نہ بتا دیا فقط آپ کی کتیر جان شاز تجی و کٹوریہ رجینہ۔

جب یہی قرار رہا میری اور ایجاب و قبول طرفین کا معاملہ بابت کنخدائی کے دونوں شاہی
چاہنے والوں میں طے ہو گیا تو ملکہ مغلیہ نے پالیمنٹ کے روبرو داخل قوم انگلشیہ کے
دوبار اپنے راز سر بستہ کے افش کرنے میں تامل فرمایا اصاف صاف مطلب زبان پر آیا۔
۱۸۰۱ نمبر کو شاہزادہ البرٹ انگلستان سے نفرت فرماے وطن اس غرض سے ہوئے کہ اپنے
اجا اور رفقا اور ہر گون سے رخصت ہو کر پھر تشریف لا دیں انگلستان کو اپنے قدم
میں منت لزوم سے رشک گلستان بنادیں اور ادھر ۳۴ ماہ مذکور کو جناب ملکہ مغلیہ نے پریوی
کونسل کے روبرو دوسرا اس زبان فیض ترجان سے یہاں شاد فرمایا کہ میں نے آپ صاحب کو
اسوا سے تکلیف نہ دی ہو کہ اپنے اس مقصد ولی مرا تلبی سو مطلع کروں جس سے میری جاکا

بہبودی اور میری آئندہ کی زندگی بچیش و عشرت کبیر مومین نے فی الحال مجھے عزم بالجزم کیا ہے کہ اپنا عقد نکاح شاہزادہ البرٹ کو برگ کا تھا کے ساتھ کروں اور اس قربت مشترک اور شہ مندی بزرگ کے باب میں جو میں اختیار کیا چاہتی ہوں خوب خوش و غور کر لیا ہے اور اس کے فشیب و فراز کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور محکومہ بھی تجویز میں جود یقین ہو گیا ہے کہ ہمیں تفضلات سبحانی و بیکت عنایات رحمانی اس نسبت باہم کی قربت سے امور خانہ داری میں منجھو کمال آسانی ہوگی اور نیز یہ سہولیت حکمرانی ہوگی میری مملکت کو مفاد ہو گا چھوٹا بڑا شاد ہو گا۔

بعد ازاں ڈیو کی مہربن مرحوم نے ملکہ معظمہ کے اس عزم بالجزم کا اعلان حسب ضابطہ یوں آف پیرس کے روبرو کیا اور بڑی شہ و رس سے اس فوجوان شاہزادہ کی خوبوں اور ادب کے آثار و اجداد کے اعزاز و اکرام کا بیان دہر دیا بعد ازیں لارڈ جان رسل صاحب نے بھی ہوسر آف کانٹس کے ساتھ حسب ضابطہ او کی قصد کتنائی سے سبکو آگاہی بخشی اور ڈیوان حسب نے جو مجلس وقت تھے بنظر اخراجات شاہزادہ عالی صفات کے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ و غیرہ تجویز فرمایا کہ پارلیمنٹ سے سال بسال واسطے مصارف شاہزادہ خوش خصال کے دیا جاوے مگر اس میں بعد قیل و قال بے بار کے آخر کار دو لاکھ دس ہزار روپیہ سالانہ قرار پایا لیکن اس قلت پر بھی کثرت رائے نہوئی غلبہ آرا اسپر ہو کہ کم سے کم تین لاکھ روپیہ سالانہ ضرور عطا کیا جائے اس سے صاف ہویدا ہے کہ جبکہ ارکان سلطنت اور اعیان دولت کو اس قدر مصروف گوارانہ تھا تو یہ بھی ادب کو منظور نہ تھا کہ اپنی ملکہ معظمہ کے ہونیوالے شوہر کے مدایج اور مراتب میں کمی گوارا کریں غرض کہ یہاں تو انگلستان میں یہ حد اہتمام اور انتظام ہو رہا تھا مگر اب شہ حال فرخندہ خالی شاہزادہ خوش خصال کا صنعت فرمائیے کہ اس فوجوان شاہزادہ جہان نے اپنے اہل خاندان و کار و دوان کو جسے وہ عنقریب ہمیشہ کیواسطے جد ابو نیوالا تھا سیمہ خیر فرحت اثر ثنائی و نمودن نے مبارک سلامت کی دہم مچالی جسوقت وزیر خوش تدبیر نے ہشتاد فرخندہ آثار کتنائی شاہزادہ عالی تبار کا ملکہ نابہار سے آباد بلند بنایا خواہاں ہو کہ صاحب فی شاہزادہ کو محبت پدری سے

کئے گئے اور اس کے بعد جناب عالیہ سلیم صاحبہ نے اس کی پیشانی اور سر پر ہوسہ دیا اور خوب
پیار کیا اور سوت ہر اونی و اعلیٰ کے مشرہ سے بشارت پیدا تھی کہ وہ کوچہ و سو بشارت
ہوید اٹھی شخص بھی دعا دیتا تھا کہ والدین خوشاہ کے ارمان برائین مطالبہ کی حاصل ہوین
مقام برین سال کی جلسہ عام میں جب وقت سیکو دن حاضریں نے جام شراب ارغوانی اور کاسہ
راغ و عرفانی لبریز کر کے ملکہ معظمہ کی صحت و سلامتی کیواسطے نہایت گرمجوشی سے نوش جان فرما
شفت خندہ سے اس سادہ زمین آئے کہ ادب و آداب دربار شاہی بالکل فراموش ہو گیا ایسا
نقص کا جوش ہو جس وقت باسجدہ و لون نے - گا دیو دی کوین بیٹے (خدا یتعالیٰ ملکہ معظمہ کو سلامت
باکرامت رکھے) بجا یا مبارکباد کا ایک شور مچا یا ہر ایک کے چشمہ چشم سے خوشی کے اشک جاری
ہوئے اس روز مفرقہ اور درجہ کے لوگوں کو اجازت عام تھی اس جلسہ کی کیفیت دیکھنے کو
بلا مزاحمت آئین اس محفل سپہر مشاغل کا حظ اٹھائیں حتیٰ کہ کل اہل حرفہ اور کاشکار بقدر
حیثیت عمدہ عمدہ پوشاکیں پہن کر ہر سودا دان و فرحان ہر سمت خندان و مسرور کنان پھرتے
تھے اور ہزاروں و محائین سلامتی شاہ ہزاہ اور ملکہ کی دیتے تھے -

۲۸ دسمبر کو شاہ ہزاہ عالی تبار گردن و قلمح پڑی والہ بزرگوار کے اپنے آبائی مولد و سکین سے
ردانہ ہو کر برائے قیام چند روزہ رونق افروز گاتھا ہوا اور جب وقت قلعہ اران برگ سے جو
اوسکے بزرگواروں کا مولد تھا اوداع گویاں ردانہ ہوا اوس وقت تھوڑی دیر تک
آثار طلال شاہ ہزاہ خوشخصال کے چہرہ پر نمایاں ہوئے ایک عالم کو کستا تھا کچھ منہ
کو کھنڈہ کستا تھا اوسکی رودانگی کے چند روز پیشتر ایک بڑی دیہوم و دام کی دعوت سب
امیر و نئے کی اس روز کا سازساں قابل یتا بلک دید تھا یہ شنید تھا جب وقت شاہ ہزاہ عالیہ با
قد ر کا ب رونق افروز جلسہ ہوا ابابہ نازنینان ماہ روسبل مونے جو اعلیٰ سفید کا
لباس و بر اور تازہ تر گلاب کے ہار زیب گلو رکھتی تھیں شاہ ہزاہ کا استقبال کیا
اور تمام باشندگان شہر از امیر تا فقیر شاہ ہزاہ کو رخصت کر نیکے لیے حاضر ہوئے نئے
شخص کی زبان پر لفظ اوداع جاری تھا رقت سے عجیب عالم طاری تھا ہر بات سے
شاہ ہزاہ عالی تبار کی محبت اور الفت کا جوش مٹر شمع تھا اور یہ ایک کادلی فوط

لال، مہاجرت اور رنج مقابلہ سے بھر آتا تھا جب ایام خجہ فرجام شدادی سمینٹ آبادی کو
ترتب آئے تو ہم سامانی بعد شوکت و شان ہونے لگے ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء کو برقام
قصر شاہی کا تھا جناب شاہزادہ عالی تبار کو خطاب آرڈر آف دی گارٹر کا عطا ہوا۔
یہاں انگلستان میں و اضحان قوانین اور مقدمات نو آئین سے ایک قانون جدید جاری
کیا کہ بعد تختہائی کے جناب شاہزادہ عالی ارادہ مجاز اسکا منہوگا کہ امور سلطنت انگلستان میں
دست انداز ہو کر اوس میں اس شرط کا تھی کہ نافرو گذاشت ہو گیا تھا کہ خلاف احکام
کسی قانون مختص الامریا مختص المقام کے ملکہ معظمہ بھی مجاز تعین مدارس مناسب و نیکی
چنانچہ بعد سکاں کے ملکہ معظمہ نے استحقاق ذاتی عطیہ قانون کے بموجب عمل کیا اور جناب
شاہزادہ کے وہ اعزاز و مراتب قائم فرما سے جو بعد مدارس بادشاہ کے ہوتے ہیں اور ایک
فرمان واجب الادان بدین مضمون جاری فرمایا کہ جو تنظیم و تکریم ہماری بنفیس ہو کر
ہو اسکے بعد جناب شاہزادہ عالی تبار کی ہوا کہ وہ بلکہ نظر امتیاز خاص شہ ۱۹۵۱ء
میں اون کو خطاب پرنس کانسرٹ کا عطا کیا گیا تاکہ شان ان تریک دور پر بادشاہی
عزت و توقیر مشہور ہو جائے۔

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء کو شاہزادہ البرٹ داخلہ اور اس کے اور یہاں سے گیارہواں لایٹ
ڈراگوں تہہ راہ رکاب ظفر انساب ہوا اور بعد ان اسی رجمنٹ کا نام شاہزادہ البرٹ کا جب
مشہور ہوا لیکن امالی پارلیمنٹ کے ایک نیا طریقہ اختیار کرنے سے ملکہ انگلستان کو گمان ہوا
کہ ایک نہ ایک روز وہ اسکے منہ ہو گا چنانچہ بیجہ آثار دیکھ کر شاہزادہ بھی اندیشہ ناک ہوا گویا
تو بہات کے بادل اونکے قومی ربط نہ بٹ کے انہما سے فوراً کافور ہو گئے اور آخہ کلا
شاہزادہ عالی وقار کو انکی گہری اخلاق اور خاطر و مدارات سے جو اون کے استقبال وغیرہ
میں ظاہر ہوئی یقین ہو گیا کہ اہل انگلستان کو اس سے کچھ بغض و عناد نہیں ہے۔

۲۶ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء کو آرک بشپ کنٹر بری سجاہری اعزہ و اکابر خاندان شاہی
مہتمام معبد سینٹ جیمس مراسم عقد نکاح ملکہ عالی جاہ کا شاہزادہ فلک بارگاہ کے ساتھ
بجالاتے اور حسب رسم و رواج ملک کے رسومات شادی سمینٹ آبادی بعد شادمانی اور کامرانی

اور ہونین مقام پارک اور قلعوں سے جو توپیں سلامی بھی سہ ہونین اوس سے
لوگوں کو معلوم ہوا کہ آج انعقاد امر ہمایوں تختہ مضمون بخیرہ خوبی انجام کو پہونچا کر کہ
وہ کو مسرت تازہ خوشی بے اندازہ حاصل ہوئی اوس روز مسرت افزہ سینٹ
کے میدان میں خلعت کا ہجوم تھا لاکھوں آدمی اس تقریب کے دیکھنے کو
جمع تھے اور تمام عیب بین خوردہ چین امیرزادیاں نوشاہ کی پوشاک پر گرفتار
طریق رفت رکھ کر دیکھ کر آہو گریان اور نکتہ چینیاں جو اس فرقہ انما کا دستور ہے
کر کے آپس میں تہقققاتی تھیں شاہزادے کو چٹکیوں میں اور آتی تھیں کلمہ
کی ہمارا زین لباس ہاسے پر نکلتے پہنے عجیب شوکت و شان سے ہرنی آن بان
سے ہمراہ تھیں ڈرائیڈن صاحب شاعر کا قول اوسوقت یاد آتا تھا اس مقام پر
راست راست چہاں ہو جاتا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے ایک غچہ بہ چینیاں پیری
جالی زہرہ تہمال کا ہمراہ تھا پیر ایک اون میں زہرہ چین نہایت حسین کم سن
الزہہ پہنے کے دن نشہ جوانی سے چور بادہ کامرانی سے مخمور اٹلس سفید کا
لبوس اپنے ملکہ سے بغایت مانوس بدن پر آراستہ زیور جو اہر نگار مصرع کار سر
پیر آستہ اس نیز فلک خوبی کے گرد بھند ناز دنیا ز مثل طافسان لہنا ز جاوین و ان تھیں
اوسوقت عجیب کیفیت نظر آتی تھی جسکا لطف دیکھنے والوں کی طبیعت ہی پاتی تھی اوس
ہجوم میں ملکہ معظمہ کا بعد رفی انجوم تھی ہر طرف خوشی اور مسرت کی دھوم تھی۔

فی الحقیقت جو عظمت و شان اس تقریب کی لوگوں نے بحث نہ کی ہے وہ ایشیائی
بادشاہوں کی تزک و شان سے جاووس شاہی کے ساز و سامان سے کہیں افضل تر تھی۔
نکتہ عیسوی میں جسوقت سے کہ تمام شاہان نامدار و الیاء کا مکار ہر شہر و دیار کے
سینٹ جیمس کے میدان میں جمع ہوئے تھے اور آپس کے ویدار فرحت آتار سوسر
تازہ اور خورمی بے اندازہ حاصل کی تھی پھر بعد ازاں کوئی ایسا جلسہ نہ ہوا کہ پھر ویسا سامان
اور احتشام بقدر و ہوم و ہام خلعت کا اثر و دام نظر آتا دیکھو سرور لاکھوں کو نو حاصل ہو جاتا
یہ تو مورخوں نے سچ لکھا ہے کہ جینی شادیاں مادشاہوں کی انگلستان میں ہونے کوئی

ایسی نہ ہوئی ہوگی جس میں وہ دہا دامن نے اپنے اتفاق باہمی کا اس قدر خطا و غلط کیا
 جو اپنی محبت کا مزایا پہنچا کر نہ تو قریب و حث نصیب سب سے جدا گانہ یادگار زمانہ ہوئی
 ان فوجیان نوشاہ و عروس نے ہزاروں دعوائوں صد ہا خیر باد کی صدائوں کے
 درمیان رزابلہ محبت واسطہ الفت کو استوار کیا ایک نے دوسرے پر ایسا دل جہان
 نثار کیا اور جو قول و قرار اتحاد باہمی کا وقت نکاح رعایا کے روبرو ہوا ہمدرد کر ہوا تھا
 وہ کو شاہزادہ البرٹ نے تادم مرگ بنا ہا جیسا کہ اتفاق دیسا ہی کیا تھا وہ ہر امت
 میں قصور ہوا نہ اور ہر محبت میں فتور ہوا وہ شاہزادہ نوشاہ سے شوہر ہوا اور شوہر
 سے بعد چند بے خدا نے بیہ دن دکھایا کہ صاحب اولاد کھلایا بلکہ اولاد
 کی اولاد ہوئی جدیدین کی طبیعت اور بھی شاد ہوئی اور رعایا کے انگلستان نے
 جس ادب ادب رعب داب کے ساتھ رزادلی پیش آئی تھی اس کو ہمیشہ
 برقرار رکھا کسی امر میں فرق نہ آنے دیا۔

اس میں تو شک نہیں ہے کہ بعد شادی ہیست آبادی کے ہر طرح خوشی و غورمی
 سے دونوں اوقات بسر کرتے تھے نہایت مسرت و انبساط سے شام کو سو کرتے تھے
 و دونوں زوجہ و زوجہ کا مذاق آپس کا اشتیاق طبیعت کا ڈھنگ مزاج کا رنگ یکساں
 رہتا تھا طالع ہر باطن میں فرق نہ تھا ایک کا راز دل دوسرے پر عیان رہتا تھا کبھی ایسا
 اتفاق نہ ہوا کہ اولیٰ راہین اختلاف ہو ایک کی طبیعت دوسرے غیر حیات ہو جو اثر ہو کر
 پسند و دوجہ کو مرغوب اور جو بات زوجہ کو منکوروہ شوہر کو مطلوب تھی ایسا اتفاق باہمی
 دیکھنا نہ تھا ایک دوسرے کا والدہ شہید چون جہن شادی کو مدت گزرتی اور کئی محبت
 اور برتری ہر سال موانست کو خچنگی ہوتی طریقہ بسر اوقات میں اور شایستگی ہوتی بین بدن
 محبت کا جوش ہوتا ساعت بساعت الفت کا خروش ہوتا غرض کہ ہر برس از یاد و لطفت
 و احسان ہوتا رزابلہ اتحاد بے پایان ہوتا امورات خانگی میں باہم اتفاق ایک دیکر کا
 دم از تھا امور سلطنت کی مختلفون میں ہر از تھا ہر امر کا صلاح و شور و سے
 انصرام ہوتا ایک کو دوسرے کی خوشی سے کام ہوتا غرض اسی طرح وہ شہید و شکر سے

یکسان دو قالب ایک جان ہو کر نمبر کرتے تھے شب فربوز ایک دوسرے کا دم بھرتے تھے اونھوں نے لطف روحانی اور عقلی یا اور ایسی آسائش جسمانی پانچ تمام مشکلات زندگیانی دور ہوئیں مراد دلی برآئی۔

ہرمئی شہنشاہ عیدہ سی کو وہ شاہزادہ عالی نسب والا حسبِ یغنی برادرِ معظم آج کو کم البرٹ کا اس عیش و عشرت میں ان دونوں کو چھوڑ کر انگلستان سے اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوا اور شاہزادہ البرٹ کو اب معلوم ہوا کہ انگلستان میرا مکان ہوا پس شرطِ خدمت مقصی ہوئی ہے کہ جو جوہر گران بہا سی دیانتِ ممدن طبیعت میں نہاں ہے اسکو عیان کیجئے جو عہدہ یا تین دلیمن میں اسکو دیان کیجئے اس ملک کی بہبود دیکھا خیال جہاں لطیف خاطر سکون گزین ہوا تھا حاضر و رہے اور عالی ہستی سے پیچہ بات بہت دور ہے کہ ہم دہلی رعایا کو بھول جائیں صرف عیش و عشرت میں اپنا دل لگائیں چنانچہ اسکا اوسنے بہت خوب اہتمام کیا آخر کار بحسن وجوہ اسکا اندام مر گیا۔

جو جو مصائب شاہزادہ عالی تبار کو اپنا منزل سکون اور غیر زوارِ قہارِ اوجا کو چھوڑ کر پیش آئی اگر شہد اس کا بیان کیا جائے تو حیلہ تحریر میں نہ سائے لگے دون کا شمار اون کو گوئی ننگہ میں جو معاملات شادی و بیعت آبادی کو کاروبار تاجرانہ و امور بیوپارانہ قصہ کر گئے ہیں اور جیسے سمجھتے ہیں کہ شاہزادہ نے اس معاملہ میں بڑا کیا کیا ایک تجارتی تبادلوہ کیا اگر اس کم ہایہ جو منی کے شاہزادے نے اپنی عزت و آبرو اور آزادی کا تباہ و لٹکا انگلستان کی شہرہ جو نے سے کیا تو بہت اچھا کیا اس معاملہ میں کچھ خیر نہ ہو بلکہ نفع حاصل ہوا اپنی گھر کی جو عزت و حرمت تھی وہ اپنے ہی گھر میں رہی اور ایک شاہزادی مالک تخت و تاج منافع میں ہاتھ آئی۔

جو لوگ کہ شاہزادہ البرٹ کی محبت اور رجم دلی غربا کی ہمدردی و دلسوزی سے بچے خیالات عمدہ عادات کو جانتے ہیں اوسکی عالی ہستی اور حسبِ اعلیٰ کو پہچانتے ہیں اونکو اس بات کا یقین ہوگا کہ شاہزادہ عالی ہارادہ اپنے وطن آباد اور اس کے مسکن سے کہ قدر افضت رکھتا تھا اور جہاں وہ پیدا ہوا تھا ایسا شہر میں کھیل کود کر رہتا تھا وہاں کی کس رچہ کو محبت رکھتا تھا لفظ

دہرآن شاہزادہ فی شاہ دہان کا خیال مد نظر رکھتا تھا اسکی بہبودی اور بہتری کا
دھیان آٹھ پیر کے قتل نما کسی دم دہان کی فکر سے اسکو خافی نہ پایا بلکہ خطہ بہن کے
خیالات میں اسنے اپنا زیادہ تر وقت گنتوایا۔

سودی صاحب کا قول ہے کہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جب بھگوانا قات پودن
کی طرح ہماری اصلی سرزمین سے نکال کر دوسرے مقام پر لگاتے ہیں یا مثل سرسبز شاخ کی اصلی
درخت سے قلم کر کے اور جگہ نصب کرتے ہیں تو دلو کو کیسا لگاؤ اور طبیعت کو دشوار گزار بنا دے اور
تمام عمر اس کو غم کو اور ٹھکانا پڑتا ہے ابتدا میں تو ایسا صدمہ نہیں ہوتا ہے مگر بعد چند سے
جب درد و الم کے زخم کمرے ہو جاتے ہیں کیا بیان کیجیے کیسا ستائے ہیں شکل سے انداز
ہوتا ہے گو کہ ہر دم سکین کا استعمال ہوتا ہے مگر اور کجا عجیب حاصل ہوتا ہے نشان باقی
رہ جاتا ہے مثل خط قدیر کے اسکو کون مٹاتا ہے پر جسکا وطن چھوٹ جاتا ہے اور اسکا
غم سے دل ٹوٹ جاتا ہے جو اشتیاق اور چوش محبت مکان پر حاوم ہوتا ہے وہ اپنا سے
رفتہ فتنہ کم ہو جاتا ہے نہ اس امر کی آرزو نہ اس بات کی جست جو رہتی ہے کہ کوئی اس سے
محبت اور پیار کرے اپنی جان اور پیسے نثار کرے نہ اپنی بیسی اور تنہائی پر رونا آتا ہے
نہ ملک غیر سے جی گھبراتا ہے کیونکہ جیہ امر اسکو وقت تک رہتا ہے جب آدمی اپنے
وطن سے جدا ہوتا ہے عزیزوں کی محبت میں جان کھوتا ہے حب بھرنا پیدا کرتا ہے روزگار
کے منہ پر مار میں آتا ہے آخر کار چاروں چاروں کو صبر ہو جاتا ہے۔

انگلستان میں چند روزہ قیام کے بعد شاہزادہ عالی تبار ترتیب قواعد و ترکیب ضرر
انتظام سلطنت برطانیہ میں ہمہ تن مصروف ہوا چونکہ دہان کے قوانین سے
نادانیت اور دہان کے آئین سے اجنبیت تھی اس سے ضرور ہوا کہ انکا مطالعہ
کیا جاوے چنانچہ اس امر کے دریافت حال کے لئے مسٹر سیلورین صاحب کی جو قانون نویسی
یکانہ لیکتاے زمانہ تھے شاگردی اختیار کی اور بدل و جان مصروف ہو کر ان اصول کو حاصل
کیا اور تمام رموز قوانین اور امور سلطنت کو معلوم کر لیا۔

ہر چند کہ بعد عقد نکاح کے تمام سامان عیش و عشرت کے مہیا تھے مگر شاہزادہ کو وہی بے

اور یوں بے ایمان و مشترک جان تھا جسوقت اوس نے یہاں استقامت اختیار کی وہ
موقع نہایت نازک اور ایک تھا شاید کہ خاندان شاہی سے کسی کڑی دشمنی پھلائی کا سامنا
نہو ہو گا کیونکہ سب جانتے ہیں اس رجز کو پہناتے ہیں جیسا ڈی اسرائیلی صاحب نے
لکھا ہے کہ وہ اپنی ملکہ کا شوہر تھا اور اپنے شخص کا والد تھا جو اس کے لیے چھراؤ شاہ بنوین والا
تھا اور ایسی سلطنت کا شیر باقیہ تھا جس کے باشندوں کے روپ و اسکا عدم وجود و یکساں
تھا کیونکہ اسکا ذکر اور پوچھا ہے کہ امور سلطنت میں وہ مجاز دست اندازی نہ تھا گو ملکہ عظمہ
کوئی امر و در صلاح و دشواری سے اس کے تکرر فی تخیل لیکن بھیدہ برمی انگشتاں کو اگر طبع ہوا
ہر چند بخود فادری اور جان نثاری کے کوئی امر و در میں نہ آیا خاندان شاہی کے ہمیشہ مطیع
فرمان رہے ملکہ عظمہ پر دینے قربان رہے لیکن اس موقع پر انکو بھی حسد کے گمبہر سب
نے اطاعت سے منہ پھیرا شاہنشاہ و البرٹ کے حالات اور در و درہ کی عادات کے نگران
رہنے لگے اس کے کہ دار اور گفتار کے جو بیان رہنے لگے اسکا اثر شاہنشاہ عالمی کو اپنا
ہوا کہ وہ فوج و صلاح و دشواری سے ہاتھ کھینچ لیا خفیہ یا علانیہ کسی بات میں دخل نہ کیا کیونکہ
گنہگار کسی عرصہ تک نہ چلی گو کہ امور سلطنت و نظام مملکت میں ارکان و دولت اوس کو
ماہیات نہایت تسلیم اور کارہیاست اہتمام ریاست میں اس کی صلاح نہ دیتے تھے مگر فیصل
یافتہ خاندان کا اس غرض سے تھا کہ قوم انگلشیہ اسکو بیگانہ دار جانے یا اس کی حکومت کو
بلکہ بالعکس اس کے تمام اہل خاندان کی اعظیم و کرامت بجا لاتے تھے اطاعت فرمانبردار رہنے
اور دھاتے تھے شاہنشاہ کی گفتار و رفتار ظاہری و اوضاع و اطوار آئندہ کے شہید و ازمور
خانہ دار کے امتیاز کو اچھد شوق اور ہزار ذوق اس طرح دیکھتے سمجھتے تھے ہر ایک بائیکے نگران
ہوتے تھے کہ باوجود ان سب باتوں کے شاہنشاہ کی واسطے وہ وقت نہایت نازک تھا اور بڑی
بڑی آزمائش امتحان کی کاہش اسکو پیش تھیں اور اس میں شک نہیں ہے کہ ملکہ انگلستان کے
شوہر کو ہزار ہا آدمیوں کی نگہ رانی میں بلا کسی قدرت اور اختیار اور لوازم شخصی کے اقتدار کے رہنا
سخت دشوار تھا نہایت ناگوار تھا گو کہ شاہنشاہ کی رائے آزادانہ ہر امر میں سلیم و تدبیر
حاصلانہ اور خیالات وسیع و فرائض قابل تسلیم تھے اور ہر بات میں اس کی تدبیر نہایت درست

اور ہر امین تجویز نہایت بہت بڑا کی تھیں مگر قیوم نے یہ کہ غضب کا ذہن تھا
 بیکیں جب ماونکے اظہار کا موقع آتا بغیر غرض و غور کے اور کجا افسار بر ملا تھا تا جب تک
 کسی بات کو خوب سمجھ نہ لیتا اپنی جودت و طبع جوش فہم و دکانوں بغیر تامل اور پس پیش کے
 جواب نہ دیتا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا اس قدر کہ وہی طرح پہچانتا تھا کہ سبب ذرا بے لگہ ہو گیا
 جو لفظ وہ زبان پر لایا ہے گا تو گوں کو فوراً پیچہ خیالی آئیگا کہ فردر ملک مغضوبہ نے فرمایا ہے
 تب پیچہ نشانہ زدہ اپنی زبان پر لایا ہے میں اس کی نسبت ہرگز کہ اپنی اپنی رائے کا ایک طرح و کجا
 حاشیہ پر لایا گیا نتیجہ یہ ہوگا کہ اصل مطلب فوت ہو جائیگا خدا جز شورش و دبا زمین اس بات کو
 پہلے خوب سمجھ لیتا کہ ایسی اصلاح ہو زمین اہل انگلستان کی اطلاع ہو تو گوں کو اس امر کا گمان
 نہو اس بات کا درمیان نہو کہ پیچہ تو کسی باشندہ ملک غیر کی تالی ہے کسی بیگانہ کی طبع و زبانی
 فرد کسی اور فی سوجھائی ہے اس لیے کیونکہ قابل تسلیم و پذیرائی ہے حالانکہ جو ذمہ داری
 اور جواب دہی متعلقہ امور سلطنت کی سلامتی کو ہونا چاہیے وہ سب اس کو حاصل
 تحقیق کر کوئی کا خاص اس کے ذات ستودہ صفات سے متعلق نہ تھا باہر اور بے ہمہ کی کیفیت
 تھی ایک انار و صوبہ کی صورت تھی اور سپرہ پیچہ تھا کہ جب کسی تجویز یا تدبیر کا
 اظہار ہوا کرتا اس بات کا فرد خیال رہتا کہ مبادا لوگ اس کو برکس سمجھیں عوام پیچہ ہم
 نہ لائیں کہ اب تو شانہ زدہ فخر الہام ہو چاہتا ہے تمام امور سلطنت اپنے قبضہ اقتدار میں لائے
 میں اختیارات حدود پر بڑا ہے میں قبل عقد نکاح کے بھی ایسے خیالات پیرامون خاطر
 والا صفات رہا کرتے تھے اور جب سو کہ انگلستان میں قیام ہوا تھا تب سے تو اور بھی
 فوج انکار کا چار دن طر سے ارادہ ہوا تھا جو کام کرنا نہایت خود مندی سے اس کا اندازہ کرتا
 لوگوں کی نگاہ میں خود مینی کا بہت لحاظ رکھتا کہ ایسا نہو کہ زبان حق قبیح و زور فظول کوئی
 اور اثر خواہی باز ہو مگر عوام کی بد لگامیوں اور ہرزہ درایتوں سے محفوظ رہنا سخت
 دشوار تھا اب ہم ایک تحریک شانہ زدہ یا توقیر کی جس سے اس کے حالات طریقہ
 بسر و قات آشنا و قیام انگلستان کے واضح ہوتے ہیں ذیل میں درج کرتے ہیں —
 جسوقت سے شانہ زدہ البرٹ نے قصر شاہی انگلستان میں بحیثیت شوہر ملک مغضوبہ کے

قدم رکھتا تھا اس بات کا ہر وقت دھین خیال کیا کرتا تھا کہ غور سے درواج ناموسی اور طرز
 و روش شاہی یہاں کے دستور کے موافق جاری ہے اور سکو بھی نہ کہو کہ ایسا پر ضرور ہے اور حق اوسع
 اور سکی توبقی واصلاح قرین مصلحت ہے لیکن پھر ارادہ ایسا نہ تھا کہ بوقت دست اندازی
 امور مذکورہ بالا کے لوگوں کی زبان طعن و تشنیع دراز نہ تھی اور شاہزادہ کے اوصاف و طویر
 اعتراضات نہ تھے اور وہ خود بھی اس بات کو خوب جانتا تھا کہ اگر کار لوگ اور سکی جانب
 طرح طرح کے شکوک کر سکیں گے اور اس کے ہر قول و فعل پر سننے اور ام دہرینگے سنجیدہ لوگ میزان
 قیاس میں اور سکو تو لین گے جو جسکے جین آویگا اور سکی حق میں بولیں گے قباح اور چاہے
 لوگوں کی سعادت نہ نظر ہوگی خدا ہی خیر کرے کیونکہ سب ہوگی نشست و برخاست کی نگہانی
 کامل ہوگی بہتات میں بدنامی اوصاف ہوگی طرح طرح کے نقص نکالے جائیں گے مخاضین
 آپاسکی سو کر دکھائیں گے زبان خلق نقارہ خدا سخن تراشوں کی بن آگیاگی مفت میں آبرو جاگیاگی
 جو فعل براہ سہو خطا بھی ظہور میں آئے گا وہ لوگوں کی بدینستی سے طشت از بام ہو جاگیاگی اسلئے
 شاہزادہ نے خود اپنی ذات خاص کی واسطے قواعد و ضوابط سخت مقرر کئے اور اپنی حیات
 و سکناات روزمرہ کے عادات کو محدود کیا اور اکثر افعال کو کمال استقلال سے دل پر
 جبر کر کے بین خیال مسدود کیا کہ شاید اس اجتناب اور احتراز سے خاندان شاہی کو مفاد
 ہوگا اور سلطنت کے منافع کثیر اور ارتفاع بسیط سے لوگوں کا دل شاد ہوگا مگر ترک عادات
 بد بلا ہے چہ چہ اس سے کیا سے کیا ہوا ہے لیکن یہ غرت اسی عالی منش والا صفات
 ضابطہ اوقات شاہزادے کا متفق جسے تمام محفوظ نفسی لذائذ روحانی جو سبیر و شکار
 معانیہ گل و گلزار سے حاصل ہوتا ہے یک قلم ترک کیا جہاں شاہزادہ گھوڑی یا گھوڑی پر
 سوار ہو کر تشریف لے جاتا اور غم و اضطراب بھی براہ رکاب قرانتساب رہتا عام مجالس
 یا محافل میں وہ کبھی شریک نہ ہوتا مگر علما اور فضلہ کے پاس بلا و سواس جاتا اور علوم
 اور فنون کے مجموعہ اور عجائب خانوں اور شفا خانوں اور مجالس بجا میں اور خیرات خانوں
 میں ضرور قدم رنج کرتا اور سوا سے داد و دہش اور غور پر دست و پا و مساکین کے
 دوسرا کام نہ رکھت جہاں کہیں اور سکی موجودگی باعث صلاح و فلاح رعایا

معلوم ہوئی وہاں اوسکے گھوڑے دروازہ پر موجود رہتے مگر صرف پانچ درنگ کی جلیپین
 وہ کبھی نظر نہ آیا ایسی دہائیات باتوں میں اوس نے کبھی اپنا وقت عزیز نہ گنوا یا غرض کہ
 جس شخص کا بیچہ حال ہو وہ کیونکر یہ طعن و تشنیع سے محفوظ رہے تمام اصلاح لندن میں
 جہاں کارخانجات تعمیر جاری رہتے اور غوبلی آپ وہاں سے صحت و تندرستی حاصل ہوتی
 وہاں وہ ضرور جاتا اور کاری گروں اور پیشہ ور دن کا کام دیکھ کر بڑا حوطہ اٹھاتا خدا کو فضل
 گرم سے تاب و توانائی اور تندرستی و چابکی اور ہر طرح کی فراغت حاصل تھی خدا کی عنایت
 بہر طور شامل تھی ابتدا سے عمر سے کتب بینی اور محنت مشاقت کا شوق تھا فیاض و خوش
 خلق اور استقلال مزاجی اور ہر امر کی تحقیقات کا ذوق تھا یہی اوسکا شغل و اشتغال تھا
 شب و روز اسی کا خیال تھا بیچہ تو پہلے تحریر ہو چکا ہے کہ سہ حالات سلطنت نہیں عقل
 دیکھا ست دفعہ فرارست علمی بیاقت اہل انگلستان کی آشکارا ہے اور چہرہ انکی ثروت
 اور دولت کا راز ہے اون سے شاہزادہ معذور رکھا گیا تھا مگر انس ولی اور
 محبت قلبی بلکہ مدظلہ کی مقتضی اس امر کی ہوئی کہ کوئی ایسی بات محل آئے کہ جس سے
 شاہزادہ آرام طلب نہ ہو جائے نہ صرف عیش و عشرت سے اوسکو کام رہے
 نہ رات دن مصروف آرام رہے چونکہ امور سلطنت کا رد و بال ملک میں مصروف رہیں امید
 منقطع ہوئی اور سب کوششیں اس بارہ میں بیکار ہو گئیں تو خود اوس نے اپنے شغل
 کے واسطے ایک بات تجویز کی جس پر بذات خاص اوسکو ناز کرنے کی جگہ تھی اور جس سے
 اوس کا نام نامی اور اسم گرامی پشت و پشت اور ہزاروں سال تک باعزاز و اکرام بعد
 احترام صفحہ ہستی پر یادگار رہے گا اور جو نہایت مشاہیر گروہ اور مقدمہ البحرین پابین کی
 تنظیم و توفیر سے کمین افضل تر تھی۔

وہ ہمیشہ اپنی توجہ ولی اور میلان باطنی غریب و مسکین کے حال زار کی طرف ظاہر کرتا جسکے
 فرستے انگلستان میں ایسے متفرق آباد ہیں اور لوگوں نے اون بد نصیبوں کو اپنی صحبت
 اور ذات سے بالکل خارج کر دیا ہے اونکی امانت اور ادا نہایت دشوار تھی اور سنے دیکھا کہ انگلستان
 غریب و بخت کے بلبہ بیا غریب کے مارے پسے جاتے ہیں مگر آدھاک کرنے کا باز نہیں پاتے ہیں

نہ پائے رفق نہ جاسے اندن کا مقام ہے ہر شخص کو قرار آلام ہے کوئی صورت نجات کی
دام تدبیر امر اسے نظر نہیں آتی ہے اس رنج و اہم میں اونکی جان جاتی ہے نہ یا ضے
نہ مددگار سے نہ کوئی فریاد رس یکسان ہے اور نہ کوئی اونکے حال کا پرسان ہے۔

علاوہ برہمن اور سکوبھیہ بھی معلوم ہوا کہ اہل دول مال و مثال کی فراہمی اور اپنے سرمایہ کے
بڑھانے میں بدلے مصروف ہیں ہر تدبیر سے کسی نہ کسی تدبیر سے متول ہوتے جاتے ہیں بھکاری
غیر مصیبت کے مبتلا ایک ٹکڑا کھانے کو نہ شکلی پاس ہے بین غریبوں کے گلوں پر جھری جلتی
ہر سب بلا اونصحن پہناتی ہے محنت سے جان کھوٹے ہیں اپنی نصیبوں کو روکتے ہیں
پیسا پاس نہیں کہ کوئی پیشہ اختیار کریں یا کسی طرح کار و زکار کریں یا متعلق کو محتاج ہیں
امیر ستاتے ہیں بھکاری مصیبت کی ماری بے پروا جاتی ہیں اپنے حقوق سے محروم ہیں بھجب
اونکے مقصود ہیں امیر اپنے بچہ دن میں پھرتے ہیں ہر طرح واد تدبیر میں لاتی ہیں
بھچاروں کا نہ کوئی صلاح کار و مشیر ہے نہ اونکے ہاتھوں سے رہائی کی کوئی تدبیر ہے
اہل دول نے بھید رسم و رواج قرار دیا ہے کہ مخفی کو دبا گیا یا کیا بعض اضلاع
انگلستان میں بدکاروں و فاسقوں اور ناچروں رشوت ستانوں کا زور ہے اشرار کے
افعال قبیحہ اور بد اعمالیوں کا ہر طرف شہر ہے ہر شخص کو اپنے ہی وفا و فلاح پر نظر ہے
وہ سر اچا ہے مرنے یا جیے دن کو کیا خبر ہے بھید و بھید کرش ہزارہ عالمی تبار کو
نہایت ترحم آیا دن کے حال نہ ابر پرست تاسف فرمایا بنظر ترقی روزگار و حالت
پیشہ وری کے سپنے تھے المقدور بڑی کوششیں فرمائیں عمدہ عمدہ تدبیریں بتائیں
جس سے اوسکا نام آج تک ورد زبان ہے چھوٹا اور بڑا اوسکا شاخون ہوا سنے
اپنی ذاتی اخراجات سے مزارعوں اور کاشتکاروں کے واسطے جمعہ نوڑے بنوائے
منکر معاد و تلاش کے طریقے بتائے بڑی بڑی خرابیوں کو دور کیا سختیوں پر عبور کیا
ان کاموں کو نفیس نفیس برہمنی توجہ سے انجام دیا اور جن غریبوں کے اطفال خورد سال کے
جن پر کپڑا نہ تھا اونکے تن پوشی میں بڑا ہتھام کیا فقیر اور مساکین کی مسکنوں پر چور
جائے جو کو قوت لایوت بقدر حیثیت عطا فرمایا بیماروں اور بیکسوں کے مکانات پر تنہا

تشریف لے جاتا اور نکلے حالات دریافت فرماتا کہ کس بات کی تکلیف اور کس امر کی احتیاج
 ہے اور کوئی ایمن سے محتاج علاج ہے غرض کہ ہر طور سے اونکی اسباب ترقی
 و بہبودی کے باب میں سہمی بلیع فرماتا سو اسے اونکی بہتری کے کوئی کلمہ نہ بائیں نہ لاتا۔
 مگر ناظرین پہنچی نظر ہے کہ اس بہرہ دہی اور مردم دوستی کے کاموں میں کبھی اسکا یہ مقصود
 نہو کہ ان باتوں سے میری نیکنامی اور شہرت ہو جائے بلکہ مذکورہ تاریخوں میں تحریر پائے
 جو لوگ اس کے حالات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ دنیوی ناموری کا نہ کبھی
 طلبکار ہوا اور نہ اپنی محنت اور جہان فشاہی کے لیے انعام یا صلہ کا خواستگار ہوا۔

شعبہ عیسوی میں بعد وفات ڈیوگ نار تمبر لینڈ کے شاہزادہ البرٹ کبرج کے یونیورسٹی کا
 چنسلر مقرر ہوا ہر چند کہ ہائی چرچ والے فریق نے بڑے زور لگائے ٹھہرت ہاتھ پانوں
 پھلائے کہ ارل پاس صاحب جو بڑے سرفراز اور نہایت ممتاز تھے اور ہر ایک اون کی
 تعظیم و تکریم کرتا بڑے ادب و لحاظ سے پیش آتا اس عمدہ جلیلہ پیر سرفراز ہون مگر مجتہد
 انگلستانی ہر ایک سے لسناری شاہزادہ البرٹ کی سب پر غالب آئی اس عمدہ نمون
 ہی نے سرفرازی پائی اور دوسرے بچہ بات بھی تھی کہ شاہزادہ علوم و فنون اور
 ذہن و فکا نازک خیالی عالی دماغی اور جوہر ذاتی میں کسی سے کم نہ تھا آخر کار بعد
 محنت بسیار اور مناقشہ و تکرار کے شاہزادہ ناچار نے اس عمدہ مختار پر نامور
 ہو کر وہ کام بحسن انتظام انجام دیا اور نہایت دانشوری اور نہایت خرم و خوشیا
 سے اسکا انصرام کیا گو کہ امور تہذیب و مراتب تاویب میں دخل نہ دیتا مگر جو امور
 استحکام و دوام اور مفاد عام یونیورسٹی سے متعلق ہوتے اور سین ضرورت انداز
 ہوتا یہ شاہزادہ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اس قدیم مدرسہ میں عمدہ عہدہ
 اصلاحات کے اجرا کے لیے ایک کمیشن تحقیقات کا مقرر ہوا تھا علما اور فضلا کا
 ایسا قدردان اور قدر شناس تھا کہ کوئی اس کے وقت میں اپنی لیاقت کے صلہ
 سے مجرم نہیں رہا اور یہ صرف اوسکی سہرستی کا باعث تھا کہ علم اور فضلا
 اکثر پیشواے دین انگلستان میں و آئین میں آج تک سربہ آورہ ہوتے ہیں

اگر وہ اباب کمال کی قدر دانی نہ کرتا تو شاید وہ لوگ بھی مثل دیگر علما و رہبرانِ حق کے گم نام رہتے اور کوئی اونکا ذکر بھی نہ کرتا نہایت لیاقت اور استعدادِ علمی کی وجہ سے شاہزادہ البرٹ تادم واپسین اس عمدہ جلیلہ لیونیورسٹی کا باحثِ فخر و اعزاز ہمیشہ اس عمدہ پیرس سر فرائز رہا۔

۱۹۰۶ء عیسوی میں وہ واسطے عمدہ میجر مجلسی برٹس ایسوسی ایشن کے جد اشاعتِ علم کے لیے قائم ہونے والی تھی منتخب کیا گیا اور اس مغزز عمدہ سے اس کو سیدِ بریت بھی حاصل ہوئی ایک مرتبہ بیچاریت یہ مجلسی کے جو اسپیس اوسنے بتمام ایڈورین جمع عالم روبرو کی اوس سے سامعین اور جمع حاضرین کو اس کی لیاقت ذاتی اور خوش حالی واضح ہو گئی اور سب نے متفق لفظ یہ بیان کیا کہ فی الحقیقت شاہزادہ عالمی ارادہ اس منصبِ علمی کے لائق ہے بلکہ درجہ اوس سے لائق ہے۔

شاہزادہ عیسوی میں ڈیوک ونگٹن صاحب نے افواجِ بری و بحری کے انتظام کی تجاویز پیش کیں اور اوس کے ضمیمہ میں یہ بھی بحث ہوئی کہ شاہزادہ البرٹ سپہ سالار افواجِ انگلستان مقرر کج و جاوین مگر چونکہ شاہزادہ کو اس عمدہ کے قبول کرنے سے جنابِ ماکہ معظمہ سے علاحدہ رہنا پڑتا اس لیے جوشِ محبت اور تقاضا سے اہلقت مانع ہوا اور شاہزادہ فی الحصار صاف کیا اور انھیں ایام میں ایک یادداشت متضمنِ خداتِ پرنس کانٹرٹ قلعہ فرائیو جس سے ان کی دلی محبت جنابِ ماکہ معظمہ کے ساتھ مضمون آئی۔

نہجہ دیگر کمات سترگ و کار ہا سے بزرگ کے جو شاہزادہ عالمی جناب کی ذاتِ ستودہ صفات سے غور میں آئے نہایت بڑا اور مفید عام کام انعقادِ جلسہ عظیم عیسوی کی نمائش گاہ کا ہو جو نہایت عظمت و شان سے اقوامِ شائستہ کے نظرون سے گزرا اوس کی فکر عالمی اور طبع رسا کا نتیجہ تھا جس نے نہایت سرگرمی اور خوبی سے انجام اور بڑی خوش سلیوبی سے انصرام پایا اگر شاہزادہ کمالی استقلال اور تامل و دانائی کے توجہ فرماتا تو یہ کمال عظیم جائزین شائستہ و تدابیرِ شائستہ ہرگز انصرام نہ پاتا۔

شاہزادہ عیسوی کے شروع میں شاہزادہ نے یہ تحریک فرمائی کہ کل اور آلات کاشتکاری

اور اشیاء صنعت کلامی کی واسطے ایک نمائش گاہ بنائی اور بڑے شد و وس کو نرنت
 بین بامید اعانت تحریر کی گوارا کان کو نرنت پہلوئی کر گئے اور کچھ متوجہ نہوئے تب شاہزادہ
 نے مایوس ہو کر دوسرے سال بحیثیت میجر مجلس جاسٹہ علوم کے اس گفتگو کی کمر سلسلہ جنائی
 فرمائی اور اسی ضمن میں یہ تقریر بھی زبان فرمائی کہ مجھے نمائش اشیاء صنایع و بدائع کے قوم
 انگلشیہ اور تمام دنیا کی قوموں کی دستکاری اور صنعت کی ایک نمائش قرار پائی اور اولین
 ایک ایسا یہ جلسہ ہوا کہ سچا پنچہ باہ جون ۱۸۵۹ء عیسوی میں کھلے گا میں اس مطلب خاص
 کے واسطے ایک جلسہ عظیم بنا بر صلاح و مشورہ منعقد ہوا اور اوسین شاہزادہ نے یہ تجویز
 فرمایا کہ وہ نمائش چار حصوں میں منقسم ہو اول نمائش حاصلات زراعت و پیداوار اشیاء و خام
 جو انسان کی محنت سے پیدا ہوتی ہیں دوم آلات زراعت و کل اسباب ایجاد و صنایع و بدائع
 اور دستکاری وغیرہ سوم نمائش کارخانجات جن سے مبادیوم ہو جائے کہ انسان کی محنت اور سہ
 چھٹا نمائش اشیاء قدرتی اوسکے اختیار میں آئی ہیں چہاں نمائش ہنر کی چیز ونگی جو پیشہ
 اور تعمیرات سے متعلق ہیں اور جن سے لوگوں کی دستکاری اور ہنرمندی کی کیفیت ظاہر ہوتی ہو
 اس قدر اوقات گزرا نہایت اور توجہ بے بہا جو شاہزادہ عالمی ارادہ نے اس کار اہم کی طرف
 مبذول فرمائی غرض اوس سے یہ نتیجہ بھی کہ مختلف اور عجائب و غرائب پیداوار جو صنایع و ہنر
 اپنی قدرت گوناگون سے صرف دنیا کی زیب و زینت کے لیے نہیں بلکہ واسطے نفع و حاجت
 عالمیان کے پیدا کی ہیں انکی نمائش کی جائے تاکہ انکو دیکھنے سے قادر مطلق کی قدرت
 اور اوسکی طرح طرح کی صنعت سے رطب اللسان ہو کر اوسکا شکر و نعت بجا لائیں اور
 اوسکی صنایع اور قدرت کاملہ کو بلا خبط فرمائیں اور یہ بھی انکو معلوم ہو جائے کہ انسان ضعیف و بلیان
 کیسے ہنر و نہیں طاق ہے اور کیسے فنون میں مشاق ہے اور کیا کیا نوادرات طرح طرح کے
 عجائبات اہل فلسفہ کی تعلیم اور کارخانہ داروں کی ہنرمندی اور ایجاد و نعت و نگر سے ظاہر ہوتے ہیں
 اور اقوام دیگر کے صنایع و بدائع اور باریکیوں کو دیکھ کر تعجب ہو جائیں اور ہنر وری کے
 ہر شعبہ میں ترقی کریں لیکن واضح رہے کہ اس تماشیکے اجتماع سے شاہزادہ عالمی ارادہ کی
 یہ غرض ہرگز نہ تھی کہ اس ذریعہ سے صرف اشیاء موجودات کی موجودگی کا ادون کے دل پر

عش ہو جائے بلکہ غرض اصلی یہ تھی کہ اور محنت و ہنر کی ترقی کا فوق ہو کہ ملت دہلے
دور ہو مشقت کا شوق ہو علاوہ برین شاہزادہ کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اہل انگلستان
صناعی اور دستکار کیلئے بدل شائق ہیں اس وجہ سے کل قوم نے اکیلے دیکھنا ہی ہو کر
شاہزادہ کو اساتذہ دیا اور سکی تدبیرات اور تجویزات کو پسند کیا اور بکشاوہ پیشانی پیش آئے تمام
ساز و سامان میاں کو دیا مگر بعض موافقات جو سد راہ اس نمائش کے ہوئے وہ عوام کی طرف سے تھے
بلکہ وہ ماسد دیکھے بہانے تھے ماسد دن کے شاخ سائے تھے مگر جب شاہزادہ نے اس امر میں بحث
فرمائی تو خوبی بتائی تب شکوک دہلے دور ہوئے وہ سب امور منظور ہوئے۔

نمائش کے واسطے یکم مئی ۱۸۵۷ء عیسوی قرار پائی یہی تاریخ سب کو پسند آئی مہینوں تک
لوگوں کو اس کا انتظار رہا کیسے سوال ہے قرار رہا جس دن وہ تاریخ آئی کیا بیان کیجیے کہ لوگوں نے
قیسی دہم مچائی شاہزادہ عالمی تہار شاوان و فرحان جناب ملکہ مغنہ کے ساتھ ساتھ
اون کے ہاتھ میں ہاتھ شل منہ خرمندہ کہ درخشندہ اور ماہ چہارہ کے تانبہ قصر نور تعمیر واقع
ہائیک بارک میں رونق افروز ہوا اور تمام عالم اوس مہر و ماہ کے جلوے سے مسرت اندوز ہوا جس
جوش و نشاط اور کثرت انبساط و جہش شوق و فوق اور بشت و ذوق سے ان دنوں
حور و جمال شہد می خصال کا اوس مقام بہ پرتان السعدین ہوا اور جس توجہ ملی اور
اشتیتاق تکلی سے انھوں نے ہر شے کا ملاحظہ فرمایا وہ جعفرین کی خاطر فیض مٹا ہر سے
سہو نہوں گے جو ہر نفائس اور عجائب اور غرائب اور طرح طرح کے اشیاء کی کیا اور پیش بہا
نادر و نادر و تحائف دیا و مصارف نہایت مفید اور نہایت لطیف وہاں نہایت آراستگی
اور پیراستگی سے بعد اہتمام حسن و خوبی مالا کلام رکھی ہوئی تھیں وہ تمام جم غفیر و انہوہ کثیر و
و تاشائیلان برنا سپر اور ہر امیر و فقیر کی حیرت کو بڑھاتی تھیں ہر ایک رغبت و دلائی تھیں جو
اونکو دیکھتا بلکہ اختیار زبان پر آتا بلکہ سرتاپا لے تو ہمہ مطبوع طبع ماست چہ گویا
برائے خاطر مات آفریدہ اندہ مخفی نہ ہے کہ اس قصر بلور مشہور و نند دیک دور مصفا تراز
ساحل و سر پانور کا نقشہ جو میں طلب خاص کی واسطے تیار کیا گیا تھا اور قبل تعمیر کے اوسکو
جو دن نیگیشن نے تجویز کیا تھا اور بعد ازاں خاکس اور ہندرسن نامی کاریگر دن نے

تصویر کیا اس مکان کو تعویذ و غیرہ اور قصر بہشت نظیر کی خوبیاں شعرا کے خیالات کی
بلند پروازی اور قصہ نویسون کی ندرت آئینہ انشا پر دازی سے افزون ہیں
اس قصہ میں سودا ہماروں بنیاد کا مصالح و بدائع جیلہ تحریر سے بیرون ہے بھلہ
اور صنعت کار یوں کے ایک بیکہ تھی کہ اسکے ستون ظاہر میں تو ستون تھے مگر
در حقیقت وہ نل تھے جیسے ذریعہ سے پانی اوپر جاتا تھا دیکھنے والوں کو تعجب آتا تھا
روشنی بخوبی اندر جاتی تھی ہوا بہر صحت سے فروز چلی آتی تھی اس مکان مجتہدین کا
رقبہ فوہیکہ محقق گرمی اور سردی بارش و تری ہر ایک امر سے محفوظ تھا لوگوں کا
دل اسکے دیکھنے سے نہایت محفوظ تھا۔

بعد اختتام نماز گاہ کی چار طرف سے غلغلہ شادمانی اور غلغلہ کاروانی اور سوارے داد وادہ اور آواز
سبحان اللہ آسمان بلند ہو کر آدینہ گوش حق نبیوش عالم و عالمیان ہوا ہر فرد و بشر
شاہزاد و خوشنویس، پیر کا شاخو، ہوا خواہ و نصیحت یا جوان تمنا ہر شخص کی زبان پر اس
نمائش اور تہنیت کی خوبیاں کا بیان تھا ہر نفس کی لب پر دوس جملہ کی توفیق جاری
تھی حقیقت تو یہ ہے کہ ان غضب کی تیاری تھی مگر وجہ سبب توجہ فکر دانی اور تجویز مقبول
بہر حال مقبول اس نمائش عظیم کے بابت شاہزادہ عالمی ارادہ کا تھا اور اسکے واسطے شاہزادہ
ایک شہنشاہی حاصل کیا جس سے ان کی دیانت و داناوی اور بلند پند از یکا اظہار ہوا۔

مگر لوگوں کا ایک فرقہ وہاں ایسا بھی تھا جو ہمیشہ شاہزادہ عالمی، تبار پر طرح طرح کے
الزامات و طرے اور اون کی تجویزات اور تدبیرات پر خوردہ گیری کی کرتا مگر جو لوگ
در ابھی فکر و دہن ذکاوت رکھتے ہوں گے وہ اس بات پر غور و خوض فرمایا جیسے
اس رمز کی باریکی کو خوب سمجھ جائیں گے کہ یہ نمائش صرف بغیر ہودی سکنا سے
انگلستان قراپالی تھی یا شاہزادے نے کوئی بات اس میں پسند لیے تھی کہ وہ اس
جلسہ عظیم میں حاضر ہو جائیں یا نہ ہوں کیا وہ اس عجیب و غریب کار خاستات غریب میں
بڑی ترغیب ہوئی اور دست کار اور پیشہ درون کو بڑے فائدے حاصل ہوئے
جس سے قوم بکلی شہ تمام دنیا کی قوموں میں خاق ہو اور دیکھاری اور شاعری میں شہرہ آفاق ہو

ماہ دسمبر ۱۸۵۷ء عیسوی میں شاہزادہ عالی تبار پر دریدہ دہنی سے یہ الزام لگایا گیا کہ
 لارڈ پامرسٹن صاحب کے عہدہ فارن آفیس سے موتوفی کا باعث جناب محمد بشیر ایہ
 ہوا تھا چنانچہ بحیثیت آتش کینہہ ارباب مملکت اور ارکان سلطنت کے کانوں سینہ میں
 سہ ماہ عیسوی تک شعلہ رہی اور آخر کو اس کے شعلے یہاں تک بھڑکے کہ بڑی تیزی سے
 لوگ خلاف ادب باتیں سنانے لگے اور انجمن انویس بھی پلنگہ گیٹ کے شہدوں کی طرح
 بے توکی اور اٹانے لگے اور ایک الزام جناب شاہزادہ پر یہ بھی لگایا گیا کہ انھوں نے
 معاملات سلطنت کا رد و بار مملکت میں جسکا منصب اوسکو نہ تھا داخل دیا علاوہ اس کے
 ایک عیسار بہتان شاہزادہ کی خود ذات ملکی صفات کی نسبت یہ عاید کیا گیا کہ وہ نفرض
 حضرت انگلستان و دوسری سلطنتوں سے مراسلت رکھتے ہیں مگر سہ ماہ عیسوی کے
 جلسہ پارلیمنٹ میں جان سل بہا صاحب وغیرہ امرائے بڑی قابلیت سے شاہزادہ کو طوفان
 بہتان سے بے چارہ اور بڑی گرجوشتی اور دلاوری سے بچہ ثابت فرمایا کہ جناب شاہزادہ
 اور خدمت اور فرائض کا جنکو وہ بذریعہ صلاح و شوریہ دینے کے جناب ملکہ معظمہ کو
 اپنا استحقاق دانی سمجھتا تھا اودکر نافرمانی تھا اور اسکی طور پر دندان شکن جوابوں سے
 زبان درازوں کے موعود پر ہر سکوت لگائی عوام کی فطرت میں پھر شاہزادہ کی عزت و
 توقیر بڑھائی اور اتفاق بوجہ نفاق آرائی کو تہہ بینوں کے کچھ عرصہ تک جاتا رہا تھا
 اوسکو از سر نو حاصل کیا مگر البتہ بحیثیت بائین ملال انگریز حسرت خیز نصیب جو محنت اور شدت
 شاہزادہ سے سنے اہل انگلستان کی ترقی اور بے سودی کے لیے فرمائی اور رفاہ خلائق میں
 استقلال کے ساتھ بلا کسی نمائش کے شب و روز جان کپھائی اوسکا شہرہ پنا یا مگر گوگوئی
 غلط فہمی اور کینہہ درسی سے ہر بات نے اونکے دلوں میں بغض و حسد بھرا دیا ایسکون باوجود
 ان سب باتوں کے شاہزادہ عالی تبار نے کلمہ درازوں کا خون اور ان کے طعن و تشنیع کا
 ذرا بھی خیال کیا اور نہایت ثابت قدمی اور عالی بہتی سے جو جو تدابیر نے نظیر واسطے
 بے سودی انگلستان کے اور سینے پہلے سے تجویز کر لیں تھیں انھیں کے مطابق کار بند رہا
 کیونکہ اوسنے صحیحہ لیا تھا کہ عدل اور معاندین کی ختیاں اوپر بنایاں اور احسان فرما دیا

حرکات ناشائستہ اور فضولہ و غیر اریشہ و دانیان خواہ مخواہ اوس شخص کے حصہ میں نہ نہ گئے جیسے حب زلیخہ و مقام پرزیت بخش ہوگا اور اس امید تو یہی ہے کہ دروغ کو فروغ نہیں دیتا ہے اپنی رائے پر قائم رہا اور اس امر کا یقین و اثق رکھتا تھا کہ جب قہجی لوگوں کا غضب اور تعصب فرو ہو جائیگا اور وقت ان مضمون کی سب قدر کرینگے اور ہر جہے ہی مبلغ اور سرفروشی بیکار بن جائیگی ایک نہ ایک دن ایسا لطف دکھائیگی۔

جناب ملکہ معظمہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اول اول شاہزادہ عالی تبار کسی بحث متعلقہ امور سلطنت اور روز ملکیت میں شریک نہ رہا اور ان کا خلاف نہ ہوتا تھا بلکہ بالطلب خاص ہرگز ان مقامات اور مواقع پر تشرف یافتہ بھی نہ لیا جاتا تھا یہ طریقہ جناب شاہزادہ عالی ارادہ نے نہایت سنجیدگی اور پیش بینی سے اختیار کیا تھا کیونکہ اہل انگلستان معاملات سلطنت میں اوسکی دست اندازی محض بیجا جانتے تھے اور غضب استحقاق ملکی سے تعبیر کرتے تھے لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ انگلستان میں کسی بھی لوگ کہنہ تنہی جو بدل جان خوشگوار رہتے تھے کہ شاہزادہ اپنے امور خانہ داری اور کاروبار ذاتی سے بھی چھین شوہر کی شرکت و ارمات سے بے کنارہ کش رہتا تو ان سب تھا کہ محبت اور الفت اور اعتماد و اعتبار جو جناب ملکہ معظمہ اور شاہزادہ البرٹ کے درمیان بڑے ربط اور نہایت ضبط کے ساتھ تھا وہ اسطور پر تھا کہ دونوں کی ضروریات اور خواہشیں ایک سی تھیں اور جناب ملکہ معظمہ امور خانہ داری میں بھی اسباب سچی محبت اور پاک عینیت کے شاہزادہ عالی تبار کی ایسی مطیع تمہید جیسا شرفاؤ کا خانہ زین دستور ہے اور ہمیشہ اوسکے اعزاز و اکرام سے کام رہتا جیسا کہ اوسکو چین ہوتا ان کو اکرام رہتا اور اسی شاہزادہ بھی مستحق اطاعت و اعزاز تھا اور ملکہ معظمہ کو بھی شاہزادہ کے مطیع ہونے فی الحقیقت ناز تھا۔

جناب شاہزادہ کی روش اور طریق خانہ داری اور ملکہ معظمہ کی اطاعت و فرمان برداری روز نکاح سے یکساں چلی آتی تھی اگر جناب شاہزادہ کا سوانح عمری تفصیل وار ضبط تحریر میں آئے تو جناب ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت کی ایک تاریخ ہو جائے

نہد فقط اسے قہر برپا کر دینا کافی ہے کہ جب سے ^{۱۸۳۲} عیسوی میں جناب شاہزادہ البرٹ انگلستان میں رونق افراز ہوئے تھے تب سے وہ شاہزادہ اپنے دس از محرم راز سے جدا ہوئے تھے اور جدا کیونکر ہوتے شاہزادہ کو لے دیکھے جناب ملکہ معظہ کے چہرے نہ آتا اور اس سے زیادہ ملکہ معظہ کا حال ہو جاتا ایک خط کی مفارقت دونوں کو مینتاب کرتی ایک لمحہ کی ہجرت دونوں کا جینا عذاب کرتی جب کبھی جناب ملکہ معظہ کا آئینہ بین مقام ہوتا یا ونڈ سرخوادہ لورل میں قیام رہتا یا کبھی ڈبلن یا پلیموتھ وغیرہ قہبات چلی سیر و فلکشت کو تشریف لیا تین تو ہر جگہ اور ہر ساعت شاہزادہ عالیجاہ ہمراہ ہوتا اور جب وہ سیر و سیاحت دریا سے شور کو تشریف لیا تین تو وہ آشت سے دریا سے محبت بھی ہمراہ جاتا جب کبھی ملک فرانس کو تشریف فرما ہوتین تو شاہزادہ عالی تب بھی مثل سایہ کے ہمراہ ہوتا۔

^{۱۸۳۲} عیسوی میں جناب ملکہ معظہ اور شاہزادہ عالی تبار نہضت فرماے اسکاٹلنڈ ہوئے اور ^{۱۸۳۴} عیسوی میں شاہ کو سے فلپ اور شاہ البجیم کے یہاں دونوں ساتھ ہی جہان رہے اور وقت معاہدات وطن مانوفہ کے دیار و امصار کی سیر فرماے ہوئے کبھی بحر میں رونق افروز ہوئے جہاں جناب شاہزادہ کو خطاب عالم انعاما حاصل ہوا البتہ ^{۱۸۳۴} عیسوی میں جبکہ شاہزادہ برائے چندے جرمنی کو تشریف فرما ہوا تھا اسوقت تنہا تھا اور جب بعد ازاں برلن کو تشریف لے گیا تھا اس وقت بھی اکیلا تھا اور یہاں چند روز تک اپنی دختر روشن اختر پرنسس رائل کے پاس مقیم رہا تھا تاہم اگست ^{۱۸۳۴} عیسوی میں شاہزادہ مع ملکہ معظہ دریا سے شور کے سفر کو روانہ ہوا اور دریا سے رائن کو گنگنی اور پریس پہونچکر وہاں سے عمان عزمیت کو ہرگز کی طرف معطوف فرمایا اور قصر رینر میں آیا پچھو وہی مقام فرخندہ فرجام تھا جو مولیٰ شاہزادہ خوش انجام تھا یہاں جناب شاہزادہ نے تمام مسرت و ملی سے اپنے مولود مسکن کے ہر ایک مقام کو دکھایا اور اپنے عہد طفلی کے مقامات کو جہاں وہ کھلا کرتا تھا جناب ملکہ معظہ کی طبیعت خاطر خطہ کرایا اور یہاں کے پہاڑ و دریا و قصور

شاہی وادیوں عالی و معابد نادر و نگار کی سپید کرائی جنگیواب شاہزادہ عالی تبار نے جو مور کے صرف میوہ خانے و نڈ سر اور دریا کے نیس واقع لندن کو ترجیح دی تھی شاہزادہ کے وطن اٹلی میں جہان جہان ملکہ مغلیہ تشریف لیت میا تین اوس گل نوبلی چمن محبوبی کو دیکھ کر شخص نہال ہو جاتا خوشی سے عجیب حال ہو جاتا سب کی آنکھوں میں اشک محبت بھر آتے دل سے اوس گل و باہل پرست ہو جاتے غرض کہ تین ہفتہ کے سفر کے بعد کہ جمیع اذن کو انکار اور ترددات معاملات سلطنت اور مقدمات ملکیت سے فراغ تھا کسی طرح کا تیر دنہ تھا دل بلغ بلغ تھا دونوں نے انگلستان کو مراجعت فرمائی نجی و غوبلی لندن میں پھر سواری آئی اور جو عجولیات نادر تماشہ جات ملاحظہ فرمائے تھے اذن سے طبیعت مسرور تھی ہر طرح کی فکر دلی سے دور تھی اشنا و راہ میں شاہ پرورش نے بڑی دہوم دہام اور کلافت و اہتمام سے دعوت فرمائی اور ہر ایک مقام کی سیر دکھائی اور سوقت شاہ موصوف کے دہم دکان میں بھی بھہ بات نہ تھی کہ ایک دن وہ ہو گا کہ انکا فوراً بعد ہمارا گلستان کی سیر میں سے غسوب ہو گا پھر امیر ہر ایک کو مرغوب ہو گا۔

اب یہاں سے قائم سینڈنگار اس سوانح نگار کا اذن علی التوا تیر حوادث روزگار گردش میل و نہار کو تحریر کرتا ہے جن سے ناظرین اور اراق کو مصدم ہو گا کہ ایک طرف تلعین میں برق الم نے خرمن عیش و نشاط کو جلادیا انگلستان کی ملکہ کے کنارے اوس مونس و ہدم کو چھوڑا دیا یعنی ماہ اکتوبر ۱۸۵۷ء عیسوی میں جب بالمرل سے خاندان شاہی یہاں آیا جناب شاہزادہ کے چہرے پر ہر ایک نے آثار ضعف و مال پایا لیکن تاہم وہ عالی ارادہ اپنے شغال روزانہ اور کاروبار معمول میں مصروف رہا اور وہاں سے پرنس آف ویلز کے دیکھنے کو کیمبرج تشریف لیگیا اور وہاں بتقریب صید و شکار دیکھ کر تفریحاً جانیکا اتفاق ہوا اگر عین شکار کے وقت میدان میں کثرت سے بارش ہوئی تہ شاہزادہ بالکل تر ہو گیا اور اس طرفہ ماجرا پھر ہوا کہ وہی گیلی پرشاک پہنے ہوئے اوس موسم دہار پانی میں مع ملکہ مغلیہ کے ایشن کلج کو ڈالنیٹر رائیغلو کی قوا عد دیکھنے کو

گو کہ سید سب عزیز و اقارب کہا کر سکتے تھے اور اوس کو گوب روک سکتے تھے یا اس
 جہان گزران سے بچانے نہ سکتے جو چہ اولاد و خجستہ بنیاد و دم واپسین حاضر ترمین اوس
 کیا کر نیا یا خود مکملہ و منظم کیا کر سکین جو اور موجود ہو کر کہ لیتے اوس روزنا کام اور
 نامراد شام کو جب اجتناب بعد رنج و تاب اشک و انجم بہا تا ہو افلاک نیلی نام مورد اللام پر
 نمودار ہوا اور سیاہ بادلوں نے ماتی پوشاک پہنکر شاہزادہ کے نفس کا طوفان کیا
 دل جو بھڑایا تھا بے اختیار قطرات امطار سے شکباری کی چشمہ چشم سے اشکوں کی
 ندی جاری کی پیمبر تو دم کے دم میں بادل گھیر آیا عدد نے بھی فرط الم سے بہت شور
 چرایا بجلی ترپ ترپ کے رہ گئی کمی بارزین سے سرگھرایا بیتابی کے مارے کہین قرار
 نہ آیا اوس وقت شاہزادہ مرحوم کی اولاد کو اجازت ہوئی کہ اپنے والد بزرگوار کی زیارت
 آخری سے بہرہ یاب ہوں آخری دیدار ایک بار دیکھ لیں کہ پھر کا ہیگو سید صورت
 انظر آئیگی جو خوشہ پیر کب ملاقات میسر آئیگی انسوس صد انسوس اوس وقت کی گریز راہی
 لڑکے باندگی اشکباری سنگر کس قدر الم ہوتا تھا کس پر جہنم ہوتا تھا کا کیو نہ تھکا داتا تھا
 جوش گریہ سے گلہ بند ہوا جاتا تھا جناب پرس رایل صاحبزادی کلان بمقام بریں سبب
 کسل راہ بعد مراجعت سفر علیل ہو گئی تھیں اور جناب شاہزادہ الغر نے ڈیو کو کو آف
 اوٹنبر اچرا اخلانک میں کسی جگہ بکار سرکار مامور تھے صرف جناب پرس آن دیلز
 اور جناب پرس الیس اوس مرحوم کے بستر مرگ کے پاس موجود تھیں دم واپسین
 شاہزادہ البرٹ کا نہایت دردناک تھا گو کہ اُنکے چہرہ سے آثار طرب و بشاشت ہو رہا تھا
 اس کیفیت بیماری میں ایک طبیب نے شاہزادہ البرٹ سے کہا کہ چند ہی روز میں حضور
 اس مرض سے شفا پائی پائینگے اور غریب غسل صحت فرمائینگے شاہزادہ سکر یا اوتھسکر
 بیحد فرمایا کہ حکیم صاحب آپ کا کہہ خیال ہے یہ بیماری تھلک ہے اس سے جانہ مونا خدای
 لیکن مجھ کو کچھ حسرت و یاس نہیں مرنے سے دوسو اس نہیں لیکر دوسو کمرا ہوں جان
 فانی سے گزرنے کو دنیا جاسے فنا ہے صرف ذات کبریا کو فنا ہے میں جانتا ہوں کہ یہ سب سائن
 تبار ہے جینے کی امید نہیں مرنے کا سب آثار ہے چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد آیا ہے

اور وہ شاہزادہ مرگ کا آما دورا ہی ملک بقا ہوا کیا دیکھتے کیسا افسوسناک ہوا۔

بعد وفات کے شاہزادہ کی لاش کو فوجی لباس پہنایا اور ادھی پوشاک سپہ سالار جی بین کھٹاکے مدفون فرمایا غرض کہ حسب وصیت شاہزادہ مرحوم کے سزا دساناں بہتیرے تجھن بہت سادہ تھا گو کہ ہزاروں شاہزادے اور شاہزادیان رؤسا اور امرا و اربابان اور تمام اربکان دولت و اعیان سلطنت جنازہ کے ہمراہ آئے اور انھوں سے لشکون کے دریا ہائے مگر قبل اسکے کہ جنازہ شاہی کو گر جا گھر میا بین گھر کے تمام ماتم و آپریشن لشکار جنازہ کے آس پاس بعد یاس ایک عالم سکوت میں گھرے ہوئے اوس وقت جناب پرنس آف ویلز کا اضطراب غم سے پیچ و تاب بیان سے باہر ہے جسکا ایسا بابا مرہائے اوسکا بیچ و اطم ظاہر ہے مگر تاہم وہ بھی خاموش گھرے ہے دم نہ مارا تھا کا ضبط کیا جناب ڈیوک آف سیکس کو برگ جناب مرحوم کے براہ حقیقی زار زار روئے تو اپنے بھائی کی بے وقت وفات سے جان کھوئے تھے گردن پرنس پرورش جناب ملکہ مغلیہ کے دادا خوشنما دہی حاضر تھے اور ان کے چہرے آثار حزن و ملال ظاہر تھے مگر بیچا سے غم کے مارے شاہزادہ آرتھر کا پھوٹ پھوٹ کے ردنا گریہ وزاری سے جان کھوٹا ہوا ہے بڑے سنگد فون کا دل موم کرتا تھا غرض کہ اسی طرح سے باور و آہ غم جاگزا جنازہ گر جا گھر میں پہنچا گر پٹکا کے شور سے مکان کو بچنے لگا جسوقت جنازہ لاکے قریب قبر رکھا گیا ایک آتما تازہ پسا ہوا اور نماز جنازہ کی شروع ہوئی اور سوقت تو جناب پرنس آف ویلز اور پرنس آرتھر اور گردن پرنس پرورش اور ڈیوک آف سیکس کو برگ گاتھو اسے مطلق ضبط نہوسکا بے اختیار سب نے ڈارین مار کر ونا شروع کیا اور ان کو دیکھ کر جملہ حاضرین کے آنکھوں سے اشک جاری ہوئے اکثر دن غیش طاری ہوئے بعد نماز کے حسب درخواست جناب ملکہ مغلیہ و کٹریا کے ایک نوہ زبان جرمنی میں پڑا گیا جسکا اول مطلع یہ تھا پہلے تیرے میں رہو نگاہ ہرگز مزار میں پیمیری لمحہ ہمیشہ پیگی فشار میں اور ایک شعر پرورد و اطم اور تھا جسکا مضمون شعریل کے مطابق تھا کہ کمان کی نیند آگئی ابھی مسافران رہ عدم کو کچھ پٹیا سوسے کہ نہ جوئے تھکے ہم اونکو جکا جگا کر +

حالانکہ حبیب آباد و نغان اور جو بوشب گریہ و زاری سے دم گھٹ رہا تھا آواز کو باکھٹے کا
 راستہ نہ مانتا تھا تاہم سنبھل سنبھلا کے پیش نماز نے چہرہ دو گانہ نماز کا ادا کیا بعد
 اسکے حبیب رگوں گرجا کے اندر تھے ایک نے بھی نالہ و شیون نہ چھپایا بے اختیار
 سب گورنا آیا اس اشن امین جناب البرٹ کے ملازمن نے آہستہ آہستہ سیاہ
 مٹھی کا شانی کی پوشش جنازہ پر سہ اوٹاری صرف قمر مزی کفن رہنے دیا اور نہ
 مصیبت اندوز مین درو دیو اور سقف و فروش گرجا گھر سیاہ پوش تھا ایسا
 غم و الم کا جو ش تھا سو اسے اوس کفن کی شرنخی کے اوکھین شرنخی کا نام نہ تھا
 بجز رونے کے اور کسی کو کام نہ تھا ہر فرد بشر اعلیٰ و ادنیٰ کے لباس ماتمی و برتھا
 درو دیو پر اور اسی چھائی تھی جسکو دیکھنے خاک بسہ تھا اسی اثنا میں جناب شاہزادہ
 مرحوم کی تصنیفات منظوم بین سے ایک مناجات پڑھا گیا سب کا دل بھرتا بعد ازاں پھر
 وہ گرجا گھر شہر خموشان ہو گیا تمام حاضرین خاموش سکتے کے عالم میں جہاں گھرے
 تھے وہیں گھرے رہ گئے مگر بان گرجا کے باہر آواز سم پائے سپان اور گھنٹوں کا
 بجنا اور توپوں کا چلنا اعلیٰ صفائی دیتا تھا جب تابوت نہایت آہستہ آہستہ قبر کے
 اندر اوتا گیا اوسوقت کے ماتم کی بیان سے چشم و دات نہٹا کہ بے اور فروغ غم
 سینہ تلخ چاک ہے ایک شہر مشہر ہوا تھا کیا بیان کیجیے کہ کیسا غل مچا تھا جب وہ
 لاشہ نظروں سے نہاں ہو کر تہ نشین ہوا اور ایسا جوان مجسمین نازنین زیرین
 ہوا اوسوقت صرف رنگ قمر مزی کا عکس قبر کی سیاہ دیواروں کی پوشش پر پڑتا
 تھا اور نتائج خلائی سو نہری رو پہلی تابوت کے قبوں کی جھلک غارتا ایک سے
 چمکتے ہوئے نظر آتے تھے جسوقت قبر کے اندر مٹی ڈالی گئی اوسوقت ایک اور مناجات
 من تصنیف شاہزادہ مرحوم پڑھا گیا ان رسوم کے ختم ہونیکے بعد سچارس نیک نے
 آگے بڑھ کر اور قبر کے سامنے استاد و ہو کر شاہزادہ مرحوم کا پورا نام ذومی الاحشام مع
 خطاب کے سنایا اور باجے و انون نے ماتمی باجا سمایا تب سو گواران جناب مرحوم و مغفور
 اپنی اپنی جگہ سے شہو کر ہوئے کہ ایک ایک نظر زیر قبر اوس جوان مرگ کی لاش سے گزرا اور

دیکھ لیں دیکھ لیں دین سب سے پہلے جناب پرنس آن دیلزن نے قدم پڑایا اور ایک لمحہ اپنی
 بغلو میں ہاتھ دیکر عالم سکوت میں قبر کے اندر دیکھتے رہے گو کچھ گھٹایا بے اختیار شل اپر تو بھرا
 اشکبار ہوئے اور اپنے روال سے چہرہ ٹوٹ کر گر جا کے باہر نکل آئے اس کے بعد شاہزادہ
 آرتھر نے بھی دیکھا مگر اس وقت کچھ ایسا استقلال ہو گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ
 سنگ صبور ہی پر نگہ لیا ان کے بعد باقی اندکان اسٹیم داران خوش دیکھ گئے
 اپنے دیکھنے غیبت بنو بت قبر کے پاس گئے اور اشک کا دریا بہاتے اور گریہ و زاری کرتے
 باہر نکل آئے انھیں بعد اختتام رسومات تجمیع تکفین کے عہد داران شاہزادہ دخت کمان
 جنرل و فرزند کرتے اپنے اپنے مکان کو مراجعت فرمائی اور پھر ملے آئے یہاں و اطفال
 شاہی کے ملازمان اور خدمتکاران جناب مرحوم جو پچھ رہ گئے تھے روشیان لیکر
 مقررہ کتہہ فاسٹہ میں اور ترے اور نیچے جا کر انھوں نے دیکھا کہ مکان نہایت ڈشیاں
 پڑا وسیع اور گنبد ہے اور سقف محراب دار ہے دونوں طرف سنگ مرمر کے چار
 طاق ہیں غولبی میں شہرہ و آفاق ہیں اور وسط میں تین عریض طویل سنگ مرمر کی چٹان
 ہیں نہایت پر زیب و زینت شان ہیں صرف باوشتابوں کے نمبروں کے پٹے لکھے
 ہیں اس تیرہ و تار تہ خانہ میں جانے سے اور روشنی کی چمک سے دو قمر مرمری رنگ
 کے تابوت اور رکھ دیکھا تھی ویسے جنگا مینا کاری اور طلائی کام سویرج کی کہ فون کو
 شہرہ آسپہ عجب لطف و کمال ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تیار ہوئے ہیں
 ایک تو جناب شاہ جاسج سوم اور دوسرا جناب ملکشاہ لائی کا تابوت زرنگار ہے
 غولبی میں پکٹا ہے روڈگار ہے اور اون دونوں کے سر ہانے کی طرف نہایت چمک
 و دامن سے شعلہ سان و زخاں قمر مرمری رنگ کی تین اور تین ہیں جنہیں شاہ جاسج
 سوم اور ملکشاہ لائی کے تین جوان مرگ اور ادو خواب عدم میں پانون پھیلائے سوئی ہیں
 اور پائین کی طرف کسی قدر فرق سے بلکہ بالکل علحدہ شاہ جاسج چہارم کا تابوت
 رکھا ہے گنبد کے وسط میں جناب شاہ ولیم چہارم اور ملکہ بیٹی کے پہلو پہلو
 تابوت ہاتھ زنگار ہیں روشنی میں سب نمودار ہیں محل کی نرمی اور نقشہ قبور اور

ستونوں کی چمک اور پھولوں کی مہک ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے اوس ریز
 تھی جس پر روزہ مقابوت وہاں رکھے گئے تھے گو کہ سال گذرے مگر وہ
 ویسی ہی نظر آتے تھے گنبد کے جانب چپ جناب دیو کو گلو سٹرو اور دیو کی
 قبرین میں اور اس شانہ گنبد کے قریب دروازہ آمد و رفت جناب شاہزادہ البرٹ کا
 تابوت رکھا گیا تھا جس کے اوپر محبت کی نشانیان غم و اندوہ کی یادگار یان جناب
 ملکہ مغلیہ اور اوان کے ہال پچون کی طرف سے جناب پرنس آن ویلز نے لاکر کئی تمغین اور
 تبرکے بند کرنے سے پہلے جناب شاہزادی الیس کے ہاتھوں کا گوند ہوا ہمارا اور سہرا جناب
 مرحوم کی لاش پر رکھا تھا اور جناب ملکہ مغلیہ کی تصویر شاہزادہ مرحوم کے اعمین
 دیدی گئی تھی بعد ازاں چند روز کے بعد جو پھولوں کے ہار اور گلڈستے جناب ملکہ مغلیہ
 اور بڑی شہزادیوں نے دندس سے بنا کر بھیجے تھے قبر کے اوپر وہ ہار جو اسے نکار
 بطور یادگار بیوہ بادشاہ قریب شاہزادی ہارے والا تبار رکھے ہوئے تھے آخر کار
 اس یادگار کے کفن کے بعد لوگ گنبد کے خانے کا دروازہ بند ہوا اور اس
 ساز و سامان اور شوکت و شان سے شاہزادہ البرٹ مرحوم نے عین شباب میں
 داعی اجل کو لبیک فرمایا اور نہایت رنج و الم کمال حسرت و غم سے گوشہ گردین آرام کیا
 شاہزادہ مرحوم کا تابوت چوب مس گئی کا بنا ہوا تھا اور چاندی کے پتھر سے تھے
 اور اوپر جناب پرنس کا نام مع تاریخ ولادت اور رحلت کندہ تھا اس تابوت کے
 اندر جو دوسرا تابوت نہایت مضبوط دربار انگلستان کی جانب سے بنا تھا اعمین
 بھی انقرہ پتھر لگے تھے اور اوپر بھی وہی عبارت کندہ تھی جو اوپر والے تابوت پر
 تھی مگر اس تابوت پر نہایت باریکی اور صنعت کاری کا کام بنا ہوا تھا تبرکے سر پہنے
 بہت بڑا انقرہ تاج جس کو شاہزادہ عالمی مزاج بحیثیت پرنس کانسٹرٹ پہنے کی بجاڑ تھے
 رکھا تھا صحیحہ تاج دربار اسٹریا کے تاجوں سے بہت مشابہ تھا تابوت کے وسط میں
 ایک لوح ایسین پر تمکین پر کچھ کھدا ہوا ہے اور پائنتی کے جانب تختہ کارٹر رکھا ہوا ہے
 اور قبر کے اوپر دفن کے وقت دوسرا تاج بھی رکھا گیا تھا اور بھیجہ وہ تاج تھا کہ جس کو

جناب شاہزادہ مرحوم بحیثیت دیوک آف سیکسن گورنر گورکھا تھا کئی سرب فرماتے تھے۔
 جناب ملکہ معظمہ نے ایک رفیع انسان مقبرہ بمقام فراگور تھمیر کرایا ہے یہ مجھ کی نہایت
 دلکشی اور پرہیزگاری ہے طرح طرح کے پتر اس مقبرہ میں لگائے گئے ہیں طول شہادت اور
 ارتقاع بھی اسقدر ہے اسکی بنیاد کا پتر ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک سر کرکھا ہے
 اور اس پر عبارت ذیل کندہ ہے۔

اس مکان کی بنیاد کا پتر ملکہ وکٹوریہ نے اپنے شوہر عالمی گھر کی یادگار کے لیے اپنے
 ہاتھ سے ۲۵ مارچ ۱۸۷۶ء عیسوی کو نصب کیا ہے برکت والے مین وہ لوگ جو خدا کی
 یاد میں سوتے ہیں اور اسکے نام پر جان کو ہوتے ہیں۔

سنت جابر کے شاہی گرجا گھر واقع وڈسر سے جہان شاہزادہ البرٹ کی بخش کو
 امانت سپرد کیا تھا پھر اس مقبرہ میں لکھ کے دفن کیا اہل انگلستان اس بات کو
 کبھی فراموش نہ کرینگے کہ اس ماتم جاگزا اور حادثہ روح فرسا کی وقت بھی جناب ملکہ وکٹوریہ
 و بدشاہی کو نباہا اور کس عظمت و شان سے باوجود ہونے عورت و ملکہ کے کس
 استقلال سے صبر تحمل کیا مگر جب رنج و الم کی قدر کم ہوا اور کچھ مطمئن دل بچ ہوا
 جناب ملکہ معظمہ نے اپنے فرزندوں کو بلایا شفقت ماری سے گلے لگایا زمانے کا
 نشیب و فراز سمجھایا اور محبت سے پھر فرمایا کہ اگرچہ اس حادثہ عظیم اور اجڑے ستیم سے میرا
 جگر پاش پاش ہے کیا کمون و زمین کیسا خراش ہے مگر بچہ صبر کے چارہ نہیں سوا
 استقلال کے گذار نہیں کیونکہ ہزار بندگان خدا کا میری ذات سے متعلق انتظام ہے
 اور کو آرام و آسائش میں رکھنا میرا کام ہے لہذا اب تم سب سے احانت کی خوشگاریوں
 میرے علاحدہ کو خدا نے اٹھایا اس سے لاچار ہوں اور میرے امر اسوا سے ہے کہ
 جو خدمات فرائض تمہاری پوراخت اور کل قوم کی حفظ و امان کے لئے میرے ذمہ ہیں
 اونکے انجام میں ثابت قدم رہوں بہت نہ ماروں اس بات سے سب لوگ عموماً واقف
 ہیں کہ اس غم عظیم اور قصد ستیم کے بہوجب تیر و برس سے بفضل ایزدی اور
 تائید سماوی سے جناب ملکہ معظمہ نے کیسا انتظام کیا دنیا میں کتنا بڑا نام کیا جسکے باعث سے

سلطنت میں دولت و فہرتی پائی ہر صورت سے ملک میں بہتری نظر آئی۔
 انیسویں صدی میں ایسا گل شگفتہ جناب شاہزادہ خوش صفات کا عین شباب میں
 صرصر غماش سے پیر مردہ ہوا اس چمن دہر کی اچھی طرح ہوا ابھی نہ کھائی ہاے کیا
 جلدی قضا آئی آتش قد بخانہ آن باغبان کہ سوخت و در عین فصل گل چمن آشیان
 اور جلد امور رفاه عام کا جو شاہزادہ عالی مقام نے انگلستان میں رونق افروز ہونے
 کے وقت سے انتظام کیا تھا وہ اپنی ذات بابرکات کے ساتھ تمام ہوا کیسا اچھا
 انجام ہوا جو شخص اس زمانہ میں بدوشیا رہے ہر ایک امر میں تجربہ کار رہے ہر رسالہ کے
 پرچہ میں دل لگائیگا اور کو صاف نیا ہر ہو جائیگا کہ جناب شاہزادہ مرحوم نے
 رعایا کے لیے کیا کیا امور متعلقہ تہذیب اور ترقی عام کو کیسا جلوہ دیا اور باوجود
 اس امارت کے نمائش سے ہمیشہ احتراز رہا معاملات خانہ داری اور مقدمات
 صلح کاری میں کیسا پاکباز رہا حالانکہ جس مقام پر شاہزادہ کا مقام تھا وہاں
 ترغیب و تحریص سے بچنا بڑا کام تھا وہاں کی آب و ہوا کا اثر خیر ہوا ہے وہ اسکی
 تاثیر سے خوب آگاہ ہیں سو اے اسکے اس رسالہ کے ناظرین جب اس میں کوئی
 امر اور نیا نیک اسکول لائق مطالعہ کے تصور فرمائیں گے اور شاید اس سے بڑھ کر مقصود سمجھیں گے
 جو اس میں صرف ایک اوسط درجہ کے آدمی کے صفات طریقہ بسر اوقات کا ذکر ہے
 نہیں معلوم اسکے لکھنے سے کیا منظور ہے مگر میں اس کے ظاہر کرنے میں کتب انکار
 کرتا ہوں جو میرا فی الضمیر ہے اسکا اظہار کرتا ہوں کہ جناب شاہزادہ البرٹ کے
 تذکرہ زندگی سانچہ عمری کے مطالعہ سے علاوہ پند و نصائح کے دل بستگی اور لطف
 بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ کبھی جناب موصوف کی بڑھتی ہوئی کہ اپنے اختیار اور
 اقتدار کو بڑھائیں لوگوں کو اپنی لیاقت دکھائیں یا سلطنت کا دعوے کریں بلکہ بالکلیں
 اسکے اوکو ایسی کاموں کی تمنا تھی کہ جس سے رفاه عام ہو خلعت کا کام ہو شخص رحمت
 پائے اور نیک ذمہ سے شرط خدمت ادا ہو جائے اپنے عالم شہاب کی عمدہ ترین اوقات
 بہترین ساعات اپنی جسمانی طاقتیں روحانی قوتیں صرف انگلستان کی بھلائی میں صرف کین

گوکہ اون کو ہر طرح کا معیشہ و آرام تھا اسن دروسہ می سے کیا کام تھا مگر صرف پیاس و
لحاذا ادا سے شرط خدمت تھیں کیا فیض اور محتاجین طرح طرح کی مصیبتیں رسیدیں مگر بڑی
آرزو ملی صاحب نے دربار پارلیمنٹ کے حضور میں واقعہ ناگزیر کا بیان کیا جہاں
اور اور صفات کا اعلان کیا وہاں علی الخصوص ایفا شرط خدمت کے بارہ میں
بھی بڑے جوش و خروش سے تقریر کی۔

ناظرین کو واضح رہے یہاں معین کو لالچ رہے کہ شرط خدمت کا ایفا دو صفت ہے
جس سے نیلسن میدان جنگ میں اور رنگین معاملات مملکت میں سرنام ہوے
مور تھیں انام ہوئے سمجھ بھی ادا سے شرط خدمت ہی کی وجہ تھی جو جناب مرحوم نے
عمین شدت مرض میں جبکہ طاقت نشست و برخاست کی طاق تھی اور روح باغضبت کی
مشتاق تھی ایک یادداشت کا مسودہ جناب ملکہ معطلہ کے واسطے دربارہ مقدمات
متعلقہ ٹرنٹ کے تحریر کیا غرض کہ کمان تک اس عمدہ صفت کے بارہ میں لکھتا جاؤں
اور زیادہ کیا کلام کو طول و دوں میرے نزدیک صرف اس قدر لکھنا کافی دس ہے کہ
یہ صفت ہر شخص کے متبع کے لائق ہے اور ہر درجہ کے آدمی کو واجب ہو کہ ادا سے
شرط خدمت اپنے اوپر ہر حالت میں فرض عین سمجھے۔

جناب شاہزادہ مرحوم و مغفور کو ہر پیشہ و را در اہل حرفہ بلکہ ہر فرقہ کے لوگوں کے ساتھ
جو حقیقت مستحق پرورش اور عنایت تھی ایک خاص ترحم تھا چنانچہ نوکر اور پالنے والے
اور سپاہی و جہازی سب اون کی باتوں سے خوش رہتے اور اون کی نصائح
مشفقانہ سے مستفید ہوتے تھے جتنے غریب و سکیں تھے وہ اس کو اپنا مربی
جانتے تھے اور اوپر ناز کرتے تھے اور شل مہربان باپکے سمجھتے تھے سب اس کا سمجھتا تھا کہ شاہزادہ مرحوم
ہر لحظہ و آن اون کی امانت و امداد کے لئے مستعد و تیار رہتے تھے ہر وقت اون کے
واسطے آمادہ کار رہتے تھے ہر شخص اون سے محبت رکھتا تھا اور اون معین کا دم بٹھرتا تھا
اون کا نام نامی فرط محبت سے ہر غریب و امیر اور برنا و پیر کے در و زبان تھا ہر ادنیٰ
و اعلیٰ اون کا شاخ و ان تما غریب سے غریب کو بھی اگر کوئی امر اہم پیش آتا

درجہ بخیر و خیر شاہزادہ والا بکر کی خدمت میں چلا جاتا جہاں وہ عالمی جناب ہوتا شخص وہاں باریاب ہوتا جو شاہزادے میں یا درجہ اسے رکھتے ہیں وہ عوام سے بھلا ہونا اپنی حقارت اور بے توقیرگی سمجھتے ہیں اور ان کے معاملات بذریعہ مختار دن یا کارندوں کے طے پاتے ہیں جو لوگ بیدار خیال کر لیتے ہیں کہ ہم شاہزادے اور امیر زادے ہیں اور دنیا میں مثل دیوتاؤں کے ہم پیدا ہوئے ہیں لہذا ان دہاتیوں اور دہقانوں کی نگاہ سے ہمیشہ بچتے رہنا ضرور ہے کیونکہ اسے درجہ کے لوگوں کا یہی دستور ہے لیکن شاہزادہ عالمی مقام ہر خاص و عام سے بجائے نفرت و اکراہ کے گفتگو کرنے سے خوش ہوتا بلکہ اس امر کے دریافت کر نیکا اور سکھو موقع ملتا کہ وہ ان میں سے کسی کو کیسا اختیار ہے کون کس امر کا محتاج ہے انجان مرام خلایق اور سکھ کام تھا یہی مشغلہ صبح و شام تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ یارک شائر کا ایک کسان ایک ہل ایجاد کر کے لایا اور بلا وساعت وقت باریاب ہو کر شاہزادہ عالمی ارادہ کو دکھایا چنانچہ بعد ملاحظہ کے عیدار شاہ فرمایا کہ اس ایجاد جدید کا نام ہم نے البرٹ کا ہل رکھا اور اسکو سمیت سارا انعام و اکرام دیا اور منجملہ اسکے ایک نہایت عمدہ انجیل مقدس عطا فرمائی اور اس کسان کو اپنے ہم نشینین بڑی آبرو پائی خوش ہوتا شاہزادہ کو دعائیں دیتا قصر شاہی کے باہر آیا اور فوراً اس کتاب کی جلد پر اپنے بادشاہ کا نام نامی کندہ کرایا۔

ظاہر آرائی اور خود نمائی سے شاہزادہ البرٹ نے ہمیشہ نفرت فرمائی اور ظاہری دھوم دھام اور شوکت و شان جو لازمہ امارت اور تمغائے ریاست خیال کیجاتی ہے اسکو کبھی پسند نہ آئی باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسے درجہ عالمی اور تہذیب شاہی سے سرفراز فرمایا تھا کہ بعد بادشاہ کے انکار تہذیب شاہی سے ضرور تھا کہ اسی شان و شوکت سے رہتے مگر ہمیشہ جوش ملی اور غربت قلبی سویشی تقریبات ظاہری رسمیات میں شیریک ہونے سے نفرت تھی اور ظاہری صفائی سجدی کی کدورت تھی خاندان شاہان انگلستان میں جو اول شخص تھے جنہوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ صرف بناوٹ اور ظاہری نمائش سے اسی طور پر آبائی تمام اور بلا تحقیق مندرجہ

بادشاہ بھی کفارہ کش ہو سکتے ہیں جس طرح سب عام انخاص کو اپنے گھر میں
 ضرورتاً جو بوجہ نادارسی اجتناب کرنا پڑتا ہے جب ہم بنظر مقابلہ کر سکیں اور عادات اور
 اطوار کا خیال کرتے ہیں چنانکہ بنا و قبل تشریف فرما ہونے انگلستان کے تھوڑے شہر میں
 ٹیکنا جاتا تھا اور اس چال و چلن اور طریقہ کو دیکھتے ہیں جو بہر ازان شاہزادہ
 عالی تبار سے ظہور میں آیا تو صفات ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگلے لوگوں کی اوقات
 گراںمایہ کس قدر نمودار ہوئی ہوئی نہائش میں ضائع ہوتے تھے اور اب کس قدر
 خوبی سے اور میں تبدیل و تغیر ہو گیا ہے جسکو دیکھ کر دلگوسہر ہو جاتا ہے رنج و الم دور ہوتا ہے
 بے اختیار یہ مصرعہ زبان پر آتا ہے سہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا بہ جن دنوں
 مقام بالمولر میں مقام ہوتا تھا شاہزادہ البرٹ کو اپنی سادہ وضعی کے اظہار کا
 موقع ملتا تھا اور جنک دہان مقیم رہتا تھا جناب ملکہ معظمہ کو ہمراہ لیکر گردش کے
 قصبات میں جاتا اور سادی پوشاک زیب بدن کر کے قرب و جوار کے قریات کی
 سیر فرماتا اور اکثر شاہزادہ عالی تبار اور جناب ملکہ معظمہ مثل مہرواہ ایک گھٹی میں سوار
 ہو کر جایا کرتے اور کبھی کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا تھا کہ قصباتی سہرا و زمین فروکش
 ہوتے جو اشیاء خورد و نوش دہان میں پاتے اور کو بیطبیب خاطر تبادل فرماتے
 اور چھوٹے وغیرہ میں بھی کسی طرح کا خلعت نکرے جیسا پاتے ویسا بچھاتے کیونکہ بھٹی
 نہوتی کہ ہمہ کوئی مسافر راہ گیر ہیں یا کوئی امیر کہ ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب شاہزادہ
 مرحوم اور ملکہ معظمہ ایک گھٹی میں سوار ہاؤ ہو س کو بنا بر ملاقات ارل آف ایڈوبن کے
 تشریف لے جاتے تھے چونکہ پیشتر سے ان کے رونق افروز ہونیکے خبر دہان مشہور
 ہو گئی تھی لہذا ایک زمیندار نے گانوٹ کے قریب راہ صاف کر کے ایک پھاٹک لگایا
 نہایت خوبصورت ترپو لیا بنایا اس عرض سے کہ جناب شاہزادہ اور ملکہ معظمہ کی سولاری
 وسیط سے گزر کر سے اور چند آدمی اسلئے دہان پر متعین کئے کہ جب جلوس شاہی
 قریب آئے فوراً اسکو اطلاع کیجائے لیکن وہ دنوں صاحب ادھر سے گزرے
 گئے اور لوگوں نے سبب سادگی لہا س کے یہ پھاٹک دیکھنے کو ٹوک بھی کی کہ یہاں

ابہر بار سائین اندر کی طرف بھی نہ لائینی کہ اس حرم میں چند لوگ پیچھے سے آئے اور
 اوس شخص کو چور و زور پر شعیب متھ اودن کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب ملکہ معظمہ
 وہی شخص ہیں جو کبھی مین آگے کتشریف لے گئیں اوس شخص کو یقین نہ آیا کہ جیل بسکا
 اطمینان ہوا ہو تو سخت مہربان اور نور آ ایک سوار کو دوڑایا کہ اس غلطی کا حال
 جناب شاہزادہ اور ملکہ معظمہ سے عرض کیا جائے چنانچہ جب سوار نے آگے دست پر
 اودن و دون جناب کے حضور میں عرض کیا کہ بتقریب کتشریف آوری ملازمان اودن
 یہ سہ ماہیہ ان کے مالک اور زہیدار نے نہیں کیا تھا مگر حضور موعود کو
 کسی نے شناخت کیا اور سب کو سب بے نیل مرام پکھتے رنگے اوس پرہ و دون جناب
 واپس آئے اور سکر اتے ہوئے اوس ترپوئیہ مین سے ہو کر گزرے یہ بات
 غیا قابل غور مین ہو اور اس سے بڑھ کر سادگی مزاج اور عذاب پروری کا خیال اور کیا ہو گا
 آئے اودن کی دل شکنی کا لحاظ رہتا تھا اور کسی کا دل دکھانایا مایوس کرنا
 گوارا نہ تھا انصاف پسندی قدر شناسی اور دیانت داری جناب شاہزادہ
 مرحوم کی اس حیات چند روزہ مین اصل اصول تھی اور برابر یکساں طور پر
 ان صفات حمیدہ کا ظہور اوسکی ذات ملکی صفات سے ہوتا رہا جس کے لیے فدا بھی
 معاملہ اودن سے پڑتا اوسکے مفاد کا لحاظ اور جو لوگ کسی قسم کی استداد اور اعانت کے
 خواستگار ہوتے اودن کے فائدہ کا خیال جناب مرحوم کو رہا کرتا تھا جن لوگوں کا
 خوش قسمتی سے اوسکے ساتھ معاملہ پڑ جاتا اودن کے حال پر شاہزادہ بڑی
 مہربانی فرماتا اس فیاضی اور رحم دلی کے معاوضہ مین بجان و دل اودن کے لیے
 وہ لوگ دعاے خیر کرتے انھیں کا نام لیا کرتے اور بہت سی ایسی حکایتیں موجود
 ہیں جسے یہ امر بخوبی ثابت ہے منجملہ اوندے ایک یہ حکایت ہے کہ قصر واقع بالولیمین
 گنجائش کم تھی اور بوجہ قلت جگہ کے اکثر تکلیف رہا کرتی تھی مہذب ایک قصر جدید کی
 تعمیر کی تجویز ہوئی اور ایک شخص باشندہ شمال سے ٹھیکہ بھی لے گیا یہ وہ اوس زمانہ کا
 حال ہے جبکہ جنگ کریمیا قریب الاختتام تھی اور آغاز جنگ سے مصار کا خب بہت گران ہو گیا تھا

جناب شاہزادہ مرحوم امورات مذہبی سے بھی واقف تھے بخلاف اکثر نوحہ اعلان سلطنت کے جو خدا کی ہستی اور انسان کی مہستی سے آگاہ نہیں ہیں اور باشی مین دین و دنیا فراموش ہے ہستی کا جو شس ہے مگر جناب مرحوم نے اپنی ریح کو پچنان لیا تما خدا کی ہستی کو پہلے سے مان لیا تھا اور مذہب عیسوی کے ایسے حامی و مددگار تھے جو کسی رسم و رواج دنیوی کے پابند نہ تھے مذہب اہل ان کے نزدیک ایک ایسی چیز نہ تھا جس کو بعض مخصوص ایام یا خاص مواقع یا تقریباً لوگوں کے دکھانے کے لیے اکثر لوگ اختیار کر لیا کرتے ہیں بلکہ ان کا مذہب مثل جسم کے ایک عضو کے تھا جو حصلت خوش اعتقاد ہی مذہب جسکی عموماً انگریز لوگ محتاج ہوتے ہیں اوس مذہب دوست قوم کی وجہ سے جناب شاہزادے مین پائی جاتی تھی جس قوم کے وہ کہلاتے تھے اگرچہ ان دونوں انگریزوں نے کثرت سے اس مضمون کے بیانات پیدا کر دیے ہیں جسے واضح ہوتا ہے کہ اہل انگلستان مرتبہ الٰہیہ کے قریب پہنچ گئے ہیں مگر میرے نزدیک ہنوز دہلی دور ہے اور مدت دراز چاہیے تب اوس مرتبہ کو پہنچینگے جس مرتبہ پر اہل جرنی تاج پہنچے ہوئے ہیں جس کیسینے لکھا ہے خوب لکھا ہے کہ میرے انگریز معلم معاش خوب جانتے ہیں مگر معاد سے بے بہرہ ہیں اہل جرنی وحدت کے ایسے قائل ہیں جو انگریزوں مین مطلق نہیں ہے اس راسیکے ایسے مضبوط ثبوت موجود ہیں جسکو اکثر انگریز صاحب انصاف ہیں قبول کرتے ہیں اور اگر ان ثبوتوں کی ضرورت ہو تو ان کی بے انتہا مثالیں ہم دے سکتے ہیں جو موقع پیش کیجا سکتی ہیں۔

جلہ خصائل پسندیدہ و اوصاف حمیدہ سے بڑھ کر نہایت دلچسپ و عظیم اور قابل تامل سیرت جسکی وجہ سے وہ زمانہ مین ممتاز تھے تو کون مین سرفراز تھے اور ان کا نام نامی پشت تہا پشت ہم بفرس تقلید یسا جاو گیا اور جسکی صفت مین تمام شائستہ لوگوں کی زبان لال ہے جناب شاہزادہ عالی ارادہ مین مجھ جی کہ ان کے مرتب خانہ داری کی نیکیوں اور حسن سلوک عیال داری کا یکسان طور پر تمام عمر بردا و رہا سلف و خلف سے کسی تواریخ مین کسی شاہزادے کا ایسا مسرت بخش اور روح افزا حال

نظر سے نہیں گذرنا ہے جسے ذبیہ داری ہاں ہے بیکر ان اوقات فراوان بابت انہماک
مرا م خاص و عام و کار و بار ہندوئی خلائق کے اپنی اوقات فرصت و ہجوم افکار و کثرت
کار کے فحوائج میں اپنے اوپر لی ہو اور ان اوقات غیر نیکو اپنی عیال داری اور مصالحت
خانگی کی بیبودی اور برتری میں اوس کا میا بی کے ساتھ صرف کیسا ہو جیسا
جناب مرحوم نے کیا اگر اون کی محبت مشورہ ہی پر لجا دیا جائے جو جناب ملکہ معظمہ کے
ساتھ اون کو تھی تو معلوم ہو گا کہ کس قدر بقراری و بیتابی اپنی محرم راز اور مونس
جان باز کے لیے جناب شاہزادہ کو ہوتی تھی اور جو چمنی اون کو ستاتی تھی قصص
و حکایات کے شاہ و شہر بارون کے اضطراب و اضطراب سے کہیں زیادہ تھی جس
وقت سے شاہزادہ نے انگلستان میں بود پاش اختیار کی تھی وہ ہمیشہ مشکلات زمانہ
میں مبتلا رہے مگر تاہم کمال محبت میں اور الفت سے جناب ملکہ معظمہ کے شیدا رہے
اون کی چاہت میں کبھی خلل نہ آیا بلکہ روز بروز اس کو زیادہ پایا و دونوں کو ایک دوسرے کا
پیارا ایسا یونانیو تارتی پذیر ہوتا رہا کہ جب سے شادی ہوئی تھی تب سے
تادم مرگ کسی قسم کا گلہ یا شکوہ خواہ شکر بخشی یا اختلاف رائے کبھی درمیان
میں نہ آیا خود جناب ملکہ معظمہ کی تحریر و لپیذ اس امر کی شاہد ہے کہ انتہا کی
احتیاط اور ہمیشہ کی فکر جناب شاہزادہ کو ملکہ معظمہ کی آسائش اور خوشی کے لیے
رہا کرتی تھی خبر لگری صاحب لکھتے ہیں کہ جب پہلے پہل جناب ملکہ معظمہ کے اولاد
ہوئی تو اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ سوائے شاہزادہ کے کوئی موجود نہ رہتا جو اولاد کو
اٹھائی یا بچھائے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ اگر جناب مرحوم موجود نہ ہوتے تو
حسب اطلب جناب ملکہ معظمہ کے فوراً جہان ہوتے وہاں سے چلے آتے ایک مقام پر
خود جناب ملکہ معظمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کوئی مادرِ مردان یا نہایت عقیل دایہ سی ہی تھا
اور نگہداشت کم لگی جو شاہزادہ مرحوم کو تے تھے ایک اور مقام پر خبر لگری صاحب
رقم طراز ہیں کہ میں شاہزادہ خوش اقبال کے استقبال اور ملائمت سوانح ہ جس سے
وہ تمام خاندان کے سردار بکر رہے شکر گزار ہوں اور نیز ملکہ معظمہ کی صاف جھنٹی

اور لایق تعریف دیانت اور صفائی مزاج کی حاصلت کا شکر کرتا ہوں اور سب سے زیادہ اچھی مناسری اور عجز و انکساری اور وفاداری اور اذن کے اعتقاد کا جو شاہزادہ کو ملکہ پر اور ملکہ کو شاہزادہ پر تھا نہایت شکر گزار ہوں اگر کوئی ملکہ مظلوم کو تحقیر کرتا اور جس سے کہتا کہ آپ سلطان وقت اور خدیو ملک ہیں آپ کو خود سردار خانہ ان بنکر رہنا چاہیے مجھ کہ شاہزادہ کے جو مثل دیکر رعایا کے ہیں تابع اور مطیع رہیے اور ملکہ جناب ملکہ معظمہ جواب دہنیں کہ میں گر جاکے اندر بر ذعقہ عہد کر چکی ہوں اور حلف اٹھا چکی ہوں کہ میں اذن کی اطاعت اور فرمان برداری کروں گی اور اذن کو عزیز رکھوں گی اور اذن کے ساتھ باعز و اکرام پیش آؤنگی اسکی تابعداری سے سر نہ اٹھاؤں گی اب میں اس معاہدہ پاک کے برخلاف عمل نہ کروں گی یہ فرمان بری بہت رسم و آئین مارا دربانچہ اگلے نافرمان نیست و ہستی معاملات خانگی اور حسن سلوک اور اتفاق باہمی میں بڑے بڑے حکما مشاہیر سے شاہزادہ مرحوم فوق لے گیا تھا چنانچہ اسکے بہت سے ثبوت ہیں اور جو شبیہات اب میں دیا جاتا ہیں گو کہ وہ کینہ خیر و انگریز ہیں مگر میں دلیرانہ لکھ دیتا ہوں وہ بڑا حکیم سا کن اتھینہ قدیم واقع یونان جس کے علم و اخلاق کے اصول ایجاد کیے ہوئے پر عمل کرنے سے عقل اور ہر عاج اعلیٰ کو پہنچ گئے ہیں شاہزادہ مرحوم کے برابر یہ وقت با فراست و رستی معاملات خانہ داری کی نہ کہتا تھا اس کے زوجہ کی گھڑی گھوڑی کی متد مزاجی اور شوخی و شرارت جس کے سبب سے اس حکیم کے تصورات علم فلسفہ میں خلل پڑتا تھا سب پر روشن ہیں مگر حکیم مذکور اپنی زوجہ کی حرکات ناشائستہ کو صرف ہنسے اور دل لگی میں ٹال دیتا تھا زانمی فی کی دلچسپ حکایت تو زبان زد خلعتی سپہ ہے کہ جب وہ اپنے شوہر سے بگڑتی تھی کسی سبب سے جھگڑتی تھی تو بچہ گرم تھوکتے ہوئے پانی کا اوٹھا کر اس حکیم المزاج حکیم کے سر پر اندھا دیتی تھی اور وہ بیچارہ ہنس کر اس سے کہتا تھا کہ یہ بات بہت درست ہے کہ رعد کے فرودش کے بعد بارش بھی ضرور ہوا کرتی ہے شاہنشاہ پولین کی حکایت جس نے تمام فرنگستان کو اپنے

زور و تشہیر سے بچ کر رہا تھا عالم میں مشہور ہے اور سب جانتے ہیں کہ اس نے کیسے کیسے فتوحات کیے ہیں اور ہر شخص کو اس کی صورت دیکھتے ہی پہچان لیتا تھا اور اس کے حالات کا اس کے چٹانہ سے دریافت کر لینے کا اس کو بڑا ملکہ تھا مگر باوجود اس یقین اور شجاعت کی اپنی مصیبت خانگی کو رفع نہ کر سکا آخر کو یہ انجام ہوا کہ اپنی زوجہ بلکہ جو سفائن سے جو نہایت صاحب جمال اور پیری تمثال تھیں علحدہ ہو گیا۔

علاوہ ان مثالوں کے اور بہت سی مثالیں ہیں اگر قلت وقت نہوتی تو البتہ لکھی جاتیں مگر اب میں چاہتا ہوں کہ ایک اور شعبہ شرط خدمت کا بیان کروں جس سے ظاہر ہو جائے کہ شاہزادہ نے اپنی اولاد کے بارہ میں حقوق فرائض پداری کو کیونکر ادا کیا جناب شاہزادہ مرحوم کو ہمیشہ اس امر کا خیال رہتا تھا کہ ادنیٰ اولاد کے مزرعہ دل میں نیکیوں کا تخم بویا جاوے اور بذریعہ تعلیم کے آبپاشی کے وہ خوب نشوونما پائے چنانچہ تدابیر صاحب سے ایسی عمدگی اور آسانی کے ساتھ علوم مفیدہ گمہری پر سکھائے جاتے کہ نہایت مشکل کنہیات علوم کے چند ہی الفاظ کے ذریعہ سے بصحت و سلاست ادن کے ذہن میں آئے محبت کی سیکہ کیفیت تھی کہ ہر دم اس بات کا اہتمام رہتا ہر وقت اس امر کا انتظام رہتا کہ ادنیٰ اولاد خوش نواہ ادن سے زیادہ عالمی حوصلہ اور ادلو العزم ہو ادن کی اطفال میں سے ایک کا یہ بیان ہے کہ جناب شاہزادہ مرحوم کی شفقت اور نیکیاں جو اولاد کی تعلیم و تربیت میں ظاہر ہوئیں وہ کسی اور رشتہ مند اور قرابت دار کے لئے ظہور پذیر نہیں ہوئیں تعین وہ نہایت دانشمند اور اولاد کا چاہنے والا باپ تھا۔

جناب شاہزادہ مرحوم نے اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم کیو اسطے ہر علم و فن کے ادیب جداگانہ مقرر کیے تھے مگر سب استادوں سے زیادہ خود ادن کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس کو انہوں نے اپنی خدمت پداری کا ایک جز سمجھ لیا جو کتاب ادن لڑکوں کو پڑھائی جاتی وہ خود اس کو پہلے پڑھ لیا کرتے تھے اور علاوہ درس تدریس کے اس کا بھی قریب تھا کہ جہاں فی محبت کے بھی وہ لوگ حادثی کو یائین سمجھیں کلاک لگتے ہیں

جو تعلیم کے بارہ میں تو جناب شاہزادہ مرحوم اور جناب ملکہ معظمہ وامت اقبالہ نے ایک دستور لعل ایسا مقرر فرمایا ہے کہ اسکی تعمیل ہر صاحب عیال کو ضرور سبب چنانچہ عید دستور اصل حسب الحکم جناب ملکہ معظمہ واسطے مفاد اولاد و اولاد کی رعایا دہرایا انگلستان کی بخوبی شائع کر دیا گیا ہے چنانچہ اوسیکے بموجب عملہ رآمد سے اولاد پیشہ تندرست اور توانا رہتی ہے کبھی کسی علالت کی شکایت نہیں ہوتی ہے یہ عید قواعد ایسے مفید اور واجب التعمیل ہیں کہ ان پر ہر فرقہ کا آدمی چاہے غریب ہو یا امیر عمل کر سکتا ہے اور شرم و نیک پاسکتا ہے جناب ملکہ معظمہ اور شاہزادہ مرحوم نے جس نے خوبی تمام اپنی شفقت مادرسی اور محبت پدرسی کو کام فرما کے اپنی خدمات کا انجام دیا اور اوس کا شمرہ بھی دونوں نے اچھا حاصل کیا۔

اب جناب ملکہ اور شاہزادہ مرحوم کی شادی کے بعد کزمانہ کو ملکہ بائے سابق انگلستان کی شادی کے بعد کے زمانہ سے ہم مقابل کیا چاہتے ہیں تاکہ ایک دوسرے کا فرق باہمی فطرتیں معلوم ہو جاوے اور ملکہ معظمہ و کٹھنریا اور جناب شاہزادہ کی سعی متحدہ اور کوشش مشفقہ کو دیکھنا چاہیے جو انھوں نے امور خلافت کی انجام دہی میں کین اور ادون سعی اور خوششون کو اور جو روپیہ قضیہ اوقاتی میں بنا بر اطفالے نائٹ شیعانی اور سپر اوس نفاذی ملکہ بائے سابق انگلستان کے شوہروں نے صرف کیا لحاظ کرنا چاہیے اور حالات نفرت انگیز ملکہ خونخوار میری اور اوسکے مغرور گردن کش شوہر پر غور کرنا چاہیے جس نے اپنی زوجہ سے متفق ہو کر کیسے ہاتھ پاؤں نکالے اور اہل انگلستان کے مفاد اپنے ذاتی عیش و نشاط کی واسطے پامال کر ڈالے اور انگلستان کو اسپین کا ایک صوبہ بنا دیا ملک عین کی ضعیف اور سست بنیاد نیکیوں کا حال اور اوس حلیم لطیف شاہ جابج ساکن ڈنمارک کی کیفیت جو موم کی ناک ہو کر لاڈ مار بورا کی رائے پر چلتا تھا سب لوگوں کو معلوم ہے پس ان سب کے حالات کسی طرح پر ہمارے سلطان اعلیٰ کے احوال پر ترجیح نہیں رکھتے ہیں اور ہرگز ہماری ملکہ معظمہ اور جناب شاہزادہ مرحوم کی تندی اور کوششون کی اسور ہم پر انکو فوق نہیں ہے

اس بات کے تو ہم مقرر ہیں کہ ملک مسیحی شانی کے عہد سلطنت میں کاروبار امنیت اور صلح کاری کی بہت قدر لین ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مدار کاروبار سلطنت اور انصون نے اپنے شہزادے کی گہری رائے پر چھوڑ دیا تھا گو کہ وہ شخص ہندو ملک غیر متھا مگر اوس نے اہل انگلستان کو ایسا اپنے قابو میں کر لیا تھا جیسا کوئی خاص انگلستان کو شاہزادہ نے لیتا مگر اوس پر بھی اسکے مقابلہ میں ہمارے جناب ملکہ مغلیہ اور پرنس کانسرٹ مرحوم کا زمانہ کی طرح پست نہ کھائی دیگا کیونکہ جناب شاہزادہ البرٹ کی زندگی کے حالات کو دیکھو تو وہ ایک روز ناچھ ہے محبت اور اتفاق باہمی کا اور احسان و الفت کا ایک کارنامہ ہے جس سے کسی خاندان شاہی کے حالات کسی طرح سے مقابل نہیں ہو سکتے اوسکے مطالعہ سے ہر فرد بشر کے دل میں ایک جوش ہمدردی اور جذبہ خدا ترسی ایسا پیدا ہوتا ہے کہ جس کا اثر دل پر ہوتا ہے۔

جناب شاہزادہ مرحوم کے کمالات علمی اور عملی اور اون کے فضائل اور اخلاق خدائی اور عالمی تہی کا صرف بیان اس واسطے کافی نہیں ہے کہ علم اور تحمل اور رحم دلی و تامل ان باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے بلکہ خالق برحق نے اونکی خلقت میں خلق خلق کیا تھا جس سے وہ ہر دل عزیز تھے اور سب میں نہایت صاحب تمیز تھے پس جو شخص اون کے سانحہ عمری کو بغیر سرا سری بھی دیکھے گا تو ممکن نہیں ہے کہ جوش محبت سے اوسکا دل نہ بھر آئے بے اختیار چشم تر نہو جائے ایسا تو کوئی شخص نہو گا جو اونکے سانحہ عمری کو پڑھے اور خصوصاً اون کی رائے زہین کا جو انصون نے وقتاً فوقتاً ظاہر کیا ہیں مطالعہ اور ملاحظہ کرے اور جناب شاہزادہ کو محبوبہ صفات قلبی اور روشن منہی ہی نہ کہے اور ساتھ ہی اس خیال کے ایک دریا سے محبت جناب مرحوم کی الفت کا دلہنہ اور منڈ آسے بلکہ محکمو تو یقین کامل ہے کہ جو کوئی اونکی چادر اور سادہ و مردانہ نہایت دلپذیر تقریر کو پڑھے گا بالضرور اوسکے دل میں جناب شاہزادہ عالمی ارادہ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا اثر آجائیگا اور اوس عالمی جناب جنت مکان کی الفت و دلین پیدا ہو جائیگی جناب ملکہ مغلیہ نے ہر کتب خانہ میں

ایک ایک جلد کتاب جناب پرنس کی تقاریر مضمونہ کی بطور تحفہ کے عطا فرمائی ہے اور ہر کتاب میں قلم خاص سے عبارت ذیل ضبط تحریر میں آئی ہے ہر جگہ کتاب بطور تحفہ یادگار اپنے نیکذات شوہر ملکی صفات کی اونکی دل شکستہ بیود کی طرف سے مسیسل ارمان سجدت پیش کش ہے دستخط و کٹوریا جینیہ ۱۳۳۵ عیسوی۔

یہ کتاب نہایت خوشنما چرم سفید و لائتی سے مجلد ہے اور طلائی کام اور سپر کیا ہوا ہے اور جلد کے اوپر جناب شاہزادہ مرحوم کے اسلحہ کے نقش نہایت آب و تاب سے منقوش ہیں اور اونکے تخت میں شاہزادہ البرٹ کا نام نامی واسم گرامی و آب زر لکھا ہوا ہے اور اس کتاب کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مذکور حسب الارشاد فیض بنیاد جناب ملکہ مغظمہ کے چچا پائی گئی ہے چند روز ہوئے ہیں کہ اسکے علاوہ دو اور کتا بین موسوم بہ حالات طفلی جناب شاہزادہ البرٹ اور اوراق چند ہمارے روزنامہ سناخہ عمری واقع اے لٹ سے جناب ملکہ مغظمہ نے یہ کتابیں اسد مان سے کتب خانوں میں پیش کی ہیں کہ منجملہ دیگر کتابوں کے کتب خانوں میں رکھی جاویں ان دونوں کتابوں میں حالات خانگی جناب ملکہ مغظمہ اور پرنس کانسرٹ کے درج ہیں اور جس کسی کو کہ کتابیں دستیاب ہوئی ہیں وہ اونکی نہایت قدر کرتا ہے اونکی جلدیں بھی مطلقاً در مذہب نہایت خوب ہیں اور تمام کتب خانہ والوں کو بدل مرغوب ہیں۔

ماخیزین اور سامعین سے اتماس یہ ہے کہ مجاہد اس بات کا ادعا نہیں ہو کہ میں جناب شاہزادہ کانسرٹ کے حالات کو بے عیب کہوں اور امر واقعی کو ہی ہر نہ کردن میں انسان میں یہ ایک نقص سمجھتا ہوں کہ وہ کسی امیر کبیر کی خوشامد سے ایسی تعریف کرے کہ اسکو فرشتہ یا پیغمبر بنا دیوے میں نے جن خوبیوں نیکیوں کا جناب پرنس کے بیان کیا ہے اور میں ذرا بھی مبالغہ کو دخل نہیں دیا ہے امر واقعی سے زیادہ ذرا بھی نہیں لکھا ہے کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ ان ملکوں اس جہان میں کمال نہیں ہوتا ہے اور بے عیب ذات صرف خدا کی ہے چہ چند ہم لوگ دل سے چاہتے ہیں کہ کمالی پیدا کریں مگر وہ کمال سب محراب کے مثال ہو کہ ہمیشہ مثل پائیکے دور سے دکھائی دیتا ہے

کہ غیب اور سکے قریب آئے تھیں وہ اور دور ہو جانا ہے لہٰذا کسی لذت نہیں پاسکتے ہیں
 سدا یوں ہی مجبور رہ جاتے ہیں جیچہ کہنا ہے چہ کہ فضول اور بیوج ہوگا کہ جتنے دن
 جناب پر نیکل رونق افروز ہزم ہستی رہے ترغیب تخریبیں دنیوی کی طرف مائل
 نہ ہوئے اور اسطر حکا اون کے نسبت دعویٰ کرنا گویا اون کو بدنام کرنا ہے
 اور بدتر از جو ہے کیونکہ نقبول اس مصرعہ کے تا کہ بیچ فرد بشر خالی از خطا بنود
 ایسا کوئی انسان نہیں ہے کہ عجیب سے خالی ہو مگر ان میں راہیچہ شیوہ اور طریقہ نہیں
 رہے کہ میں بھی مثل خورد گیروں اور عجیب جویوں کے خواہ مخواہ اس آدمی کو جو
 اس دنیا میں اچھے اچھے کام کر گیا ہے اور کسی طرح سے اپنا نام کر گیا ہے
 متمم کردن اور ناحق کا الزام دون مجھے اون دون ہشون اور کوتاہ بینوں کی
 عظمیٰ طرفی جسکا آج کل بڑا زور شور ہے اختیار نہیں ہو سکتی اور نہ میری طبیعت کو
 ان باتوں کی طرف میلان ہے اور نہ کسی طرح کا رجحان ہے اگر میں اون نیکیوں
 اور خوبیوں سے جو جناب شاہزادہ عالی ارادہ میں نہ تحصیل اور تعین موصوف اور
 منسوب کروں تو علاوہ اسکے کہ مجھے فعل خلاف وضع اور انصاف ہے جناب شاہزادہ
 مرحوم کی روح پاک بھی جو ہمیشہ خوشامد اور چالبوسی سے متفرق تھی کب رضا مند
 ہوگی اور ہمارے جناب ملکہ معظمہ نے بڑا ہ الطاف نہوانہ جناب مرحوم کے سوانح
 عمری کے شائع کرنے میں جو ہم پر اعتبار کیا ہے اسکی کچھ وقعت باقی نہ رہیگی
 بلکہ اس اعتبار کے عوض میں ہماری جانب سے خیرہ سری اور تہنیک چشمی کا خیال
 ہوگا اور ہماری باتوں پر طرح طرح کا احتمال ہوگا ہکو تو ان سے ہم حالات عمدہ مفاتحا
 جو ہم نے بیان کیا ہے بڑا لحاظ ہے اور جیچہ حالات ایسے راست کہ کم کا سترہین
 جن کی راستی ہم نے ڈھٹے ڈھٹے بیان کی ہے اور ذرا بھی مبالغہ کو راہ نہیں
 دی ہے جناب شاہزادہ مرحوم کو یاد کرنے کے وقت ہم انصاف سے نہ گذرینگے
 اور اسکی سہو خطا اور نسیان کو تسلیم کرینگے اور اس سے نہ بدیم نہ کمین گئے کہ وہ
 بھی تو انسان تھے جسکی شان میں جیچہ کیا ہے کہ الانسان مرکب من الخطا و النسیان و

اسکے سواے اور نہ کہا جاسے گا یہ بات فوراً تسلیم کر لینی چاہیے کہ وہ نفس کشیکی
 و امتحانات سخت میں جن میں بڑے بڑے عالمی دماغ غوطے کھا گئے ہیں کامیاب ہوا مگر
 ہماری بحث تو اسمیں ہے کہ جناب شاہزادہ مرحوم کی عالمی صفات میں ایسی خوبیاں
 انیسویں صدی میں جنہوں نے ان کی سمو و خطا اور خام خیالی کو چھپایا ہے اور وہی ہے
 جہاں ان کی توفیق زیادہ ہو گئی ہے جناب شاہزادہ البرٹ کی ذات مجموعہ صفات میں
 وہ عمدہ خوبیاں جیلی اور اصلی تھیں کہ اگر وہ خاندان شاہی میں پیدا نہ ہوئے ہوتے
 اور ان کی شادی ایسے طاقت ور دلی ملک اور قوم شایستہ کے ساتھ نہ ہوئی ہوتی تب
 بھی ان کا نام پشت و پشت تک ویسے ہی اعزاز سے دیا جاتا اور ان کی تعلیم اور ترقی و ترقی
 ہوتی جیسے اب ہوتی ہے۔

اب چون کہ نیکہ کامل اور ناتمام حالات زندگی اور خلق عام شاہزادہ البرٹ مرحوم کا
 قریب الاحتمام ہے اور ان کی خصلت و سیرت اور محادات و طریق بسر اوقات
 ناظرین اور سامعین کے بخوبی ذہن نشین ہو گئے ہوں گے کہ کس طور سے ناموافق
 مواقع پر ان کی صفات دلی و محادات جیلی نے انگلستان کے درباریگان میں اپنے
 جوہر دکھائے اور اوس عمر میں جب کہ فوجان شاہزادگان انگلستان سمو
 نایح و رنگ اور مہو لعب کے اور کوئی مشغلہ بہتر نہیں سمجھتے تھے جناب شاہزادہ نے
 اپنے دلی و دماغی قوتوں کو انگلستان کی بہبودی اور رفاد و نلاح کے لئے کمال
 جانفشانی اور عرق ریزی سے صرف کیا اگرچہ اپنے ہم جنسوں کی بہبود میں محنت ہے
 شائع کرنے سے وہ اکثر بیمار رہا کرتا تھا اور آخر کار عین شباب میں شہ حیات
 اور کمال منقطع ہو گیا اور گل جوانی باد صدمات سے پژمرده ہو گیا مگر تاہم ان کے
 کارہائے نمایان و مفید دنیا کے انکار سعید اور سچیشپی و دیادلی اور عالمی ہستی اور
 و نشو و نما نے بڑی بڑی فوائد قومی کی بنیاد ڈالی ہے ان کی ترقی کی راہ نکالی ہے جس سے
 اوس کا نام عزت کے ساتھ تازہ زقیام قائم رہے گا اس بات میں سرسوزی نہیں ہے کہ اگر
 زندگی ان کی دفا کرتی اور چند سال بقید حیات رہتے تو بد بزرگوار اور یورپ کے

مقدور تہ پیشین ہو جائے اور کئی صلاح بہر اسد فلاح تھی انھوں نے ایسا انتظام فرمایا کہ اور کئی عہد میں جنگ و جدال قومی کا وقوع نہ ہونے پایا۔

جناب شاہزادہ مالی تبار کی عظمت اور شوکت تک حسد کی رسائی نہیں ہو سکتی ہر چند کہ جناب مرحوم نے مثل سکندر اعظم یا قیصر روم خواہ شاہنشاہ نیولین کے ممالک تسخیر نہیں کیے اور گو کہ جناب جنت مکان نے میدان جدال و قتال میں اپنے فتوحات کا قفا خزینہ کیا تاہم نبی نوع انسان کی بہبودی اور ترقی کے لیے جو ناموری کے کام انھوں نے کئے وہ کیا تھوڑے ہیں اس لیے جو باتیں انھوں نے حاصل اور پیدا کیں اور کما مقابلہ کسی سپہ سالار کے خون آلودہ فتوحات سے نہیں کیا جاسکتا اس میں شک نہیں ہے کہ شاہزادہ مرحوم کے کاروبار جنگی مہمات سے زیادہ تر قابل تعریف اور فی الحقیقت لائق توصیف ہیں کیونکہ ان کاموں سے ترقی اور بہتری اجزائے پریشان کی مقصود تھی اور سپہ سالاروں کے کام سے تباہی اور خرابی اور بنگلان خدا کے جو امن و آسائش کے مدد عافیت میں آرام کرتے تھے مگر کوئی خاطر قوی ایک کے افعال ناملائم کا تسخیرات اور فتوحات ممالک و جغرافیہ اور تمام شہاسی نتیجہ ہے اور دوسرے کے کاغذ کا تسخیر و لہاے غر با و مساکین اور جو ر و قعدی سے اور محفوظ اور مامون رکھنا خلاصہ ہے۔ جناب مرحوم کی فتوحات معائب سے مبرا اور ہر حالت میں یادگار امن و امان ہیں جس کے تمام لوگ شناخو ان ہیں۔ وہ فتوحات جن سے وہ اپنے نفس اور عوام کے جمل و تعصبات پر غالب آئے اور ان کے واسطے تدابیر شائستہ عمل میں لائے اور وہ فتوحات جن سے انسان ضعیف البنیان کی حماقت اور ایٹو کو اور انھوں نے دور کیا اور قوم کو دنیا میں مشہور کیا بیشک ان کے مقابلہ میں سلطنت روم و شام کے تخت و تاج اور نمود و آرائش ایک بازیچہ طفلان لہو لعب نادمان تصور کرنا چاہیے۔

مگر قبل اسکے کہ ان اجزا اگر ان بہا اور اوراق چند کو ختم کر کے ان کا شیرازہ شدہ جان سے باز کر کے شجرہ سیدہ محبت گنجینہ میں کھینچ لیں میں چاہتا ہوں کہ ہر مضامین

جناب پرنس مرحوم کی فضیلت اور سیرت کے بابت بڑا کثیر نثر من بکلاؤٹے مسلک
تحریر بلاغت انطیر میں مسلک فرمائے ہیں اور ان کو جس راست راست - بے کم کاست
آویز نگوش حق پوش سامعین اور ناظرین کروں -

بڑے بڑے معرکوں پر جب کسی امور متعلقہ مملکت یا کاروبار سلطنت خواہ مفید غلائی
میں اور ان سے کوئی امر استصوابا پد چھا جاتا یا مشورہ ایسا جاتا خواہ کسی فیصلہ کی
درخواست کیجاتی تو سوائے اور خدمات متعلقہ خانہ داری کے جنگی انتہائی
اور ایک لحظہ اور فکرو فرصت نہ ملتی تھی جناب مرحوم ہمیشہ مستعد و تیار رہتے سب سے
عمدہ صلاح بناتے اور آخر کو یہی کامیاب ہو جاتے کسی کو اور ان کے اخلاق اور طرز
دروش پر آپس میں سرگوشی کرتے نہیں دیکھنا معاملات سلطنت اور کاروبار مملکت میں
جوئی تدبیر اور ان کی خلافت نہ پڑھی جو کام کیا اور سکا بخیر انجام ہوا اور نہ کبھی اور انکی کوئی
صلاح حلافت ہوتی جو بات ہوتی وہ بہت صاف ہوتی جو امر کیا اور اس میں غلا
سلطنت کا خیال رکھا اور کوئی بات کبھی ایسی نہ کی جس سے اور ان کی تعظیم و تکریم میں
فرق آتا کوئی اور ان کا دشمن ہو جاتا ہم یہاں اور ان کو گون کو مستثنیٰ کرتے ہیں جو جادہ
راستی اور انصاف کے باہر تمام دہرتے ہیں اور ہمدردی کا دم بھرتے ہیں ہر قول و
فعل میں جولایق تعارف اور محبت قومی کے تھا وہ اور اس میں پورے نکلے لوگوں کی
ماجرت اور امور خیر و برکت کو فوراً جان دیتے جمیع لوگوں کی ذرا سی بھی بھلائی ہوتی اور کو
معاف چنانچہ یہی سبب تھا کہ ہر اہل فرقہ اور صاحب حرفہ اور ان کو اپنا سالک
بہا ملک اور آدمی درہنما سمجھتا تھا ہر تاجر و کاشتکار عالم و فاضل عزیز و امیر
سپاہی و نوکری پیشہ اور ان کو اپنا پیشوا سمجھتا تھا جو چند اشخاص گذر گئے ہیں
اور دنیا میں اپنا نام کر گئے ہیں اور ان کے مقابلہ میں جناب مرحوم کے نسبت بھر
نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ایک سر و ہزار سودا خواہ ایک اندر و صد بیار کی کیفیت تھی مگر
حقیقت یہ ہے کہ عجب خلق کے آدمی تھے اور خاص کر کے ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جو
طاقت کا زمانہ کہا جاتا تھا یہاں طاقت سے مراد وہ طاقت نہیں ہے جو ان کے لوگوں نے

ترنک جرنی

اپنے سہل و کبتر کے ذریعہ سے ظاہر کی تھی یعنی طاقت جسمانی اور دلاور کے کام آنے اخراج برسی اور سوجلی کے سردار میمن نام کے یہاں تو طاقت دلی اور دماغی اور علمی و عملی اور باندہ فکری اور عالی بہنہ درکار تھا جو لوگوں کی حاجتوں کو جاننے اور ان کی مشکلوں کو پہچانے ایسی تدبیر ستائی جن سے ان کی تکلیف دور ہو جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ طاقت جو اعلیٰ ترین مراتب و امراض کے پورے کر نیکی کے لیے ضرور ہے مطلوب تھی۔

ان اوصاف پسندیدہ اور صفات حمیدہ میں خوش آمدنے مطلق راہ نہیں پائی ہے اور نہ اس میں کچھ تن تراشی اور طبع آزمائی ہے بلکہ راست راست بیان ہے صداقت کا امتحان ہے اور میں تو پہلے اوپر لکھ آیا ہوں کہ جناب شاہزادہ مرحوم کا طریقہ مسرا و قات ایسا نہ تھا جس سے غائب اور ظاہر ہی نمود پائی جاسے مگر ان اس بات کا تو مقربوں نے کہ وہ درجہ کی خوردائے اور ضد می تھے شاہزادہ مرحوم نے تاحیات محنت میں ہر کی اور بوجہ سب تکلیف اور محنت نے اپنی عزت پر لبی اور ان کی رعایا کی زندگی پر برداشت کی اور محنت نے طالب علموں کیسی محنت اور جفا کشی بطیب خاطر مولدہم کے انصرام کے لیے اختیار کی تھی علاوہ اسکے ایک گرد کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا یا غبار کی جگہ پر ترائیوں کی مایجاد میں ترقی دینا اور برطانیہ کی بہبودیوں کا از دیا داون کی کم فرتی کی اوقات کا کام تھا اور انھیں کاموں کے سر انجام میں انھوں نے عمدہ ترین حصہ اپنے عمر عزیز کا صرف کیا یہ محنت تھیں اور جان فشانیاں جو برطانیہ کے باشندوں کی بہبودی اور ترقی کے لیے نہایت باندہ و ملکی اور عالی بہنہ سے تھیں اگر کسی غیر شاہ زمانہ میں ظاہر ہوتیں تو بالفرد شاہزادہ مرحوم کا تفسیر و تفسیر نہ کیا جاتا اور ان کے مزار مبارک پر لاکھوں زائر باعقاد قلبی و عقیدت دلی حاضر ہو کر سہرہ سجود کرتے اور اسکے طواف و زیارت سے فیض یاب ہو کر اون کی پرستش کرنے لگتے مگر اس زمانہ میں کہ شاہی ملکی نے ترقی پائی ہے جس کی شامت آئی ہے تعصب کی خفت ہے نیکی کی قدر نہ کرتے ہے اس بات کا دم بھر نالوں ترانی کی لینا بجا ہے جو کچھ

- جناب شاہزادہ البرٹ اور جناب ملکہ عظمہ کٹوریہ کی اولاد
 جناب پرنس البرٹ سٹیفن نوادہ جیورڈی جن مین سے بفضل ایزدی کوئی ضائع
 نہیں ہوا اور کوئی نالائق نہیں نکلا وہ عیسوی ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوئے اور جن کا عقد
 نکاح ۱۸۹۲ء عیسوی مین جناب فریڈرک شاہزادہ ولیم ہرڈش کے ساتھ ہوا
 ۲۔ جناب البرٹ ایڈورڈ پرنس آف ویلز جو ۹ نومبر ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے اور جن کی
 شادی پرنس الگزنڈر اشہزادی ڈنمارک کے ساتھ ہوئی اور ان کی دو اولاد مین
 ۳۔ جناب الیس ماڈیری جو ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے اور جن کا عقد جولائی
 ۱۸۹۴ء عیسوی مین عالی جناب پرنس لوئس شاہزادہ ہسپانیہ دارمڈاٹ کے ساتھ ہوا
 ۴۔ جناب الفرڈ آرٹسٹ البرٹ جو ۶ اگست ۱۸۹۴ء عیسوی کو تولد ہوئے
 اور ۱۸۹۵ء عیسوی مین رونق بخش ہندوستان ہوئے تھے انگلستان کے
 خاندان شاہی کے بچے پہلے رکن ہنر جو ان کے لپٹے قد و مہینت از دسم سے
 اس ملک کو زیب و زینت بخشی انکی شادی ۲۳ جنوری ۱۸۹۴ء کو بمقام دارالخلافہ
 روس گرانڈ ڈچر میری الگزنڈر وناشا شاہ روس کی بیٹی سے ہوئی
 ۵۔ جناب خلیفہ ناگٹا جو ۲۵ مئی ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوئے مین
 ۶۔ جناب لوئیس جو ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء عیسوی پیدا ہوئے مین
 ۷۔ جناب آر تھمر ولیم جو یکم مئی ۱۸۹۷ء عیسوی کو پیدا ہوئے تھے
 ۸۔ جناب لیوڈ جارج ویکٹ البرٹ جو ۱۰ اپریل ۱۸۹۳ء عیسوی کو پیدا ہوئے تھے
 ۹۔ جناب ہیاٹس میری وکٹو یا جو ۱۰ اپریل ۱۸۹۳ء عیسوی کو پیدا ہوئے تھے



فہرست تصنیفات و تالیفات ہندیت شمبھرتیہ

۱۔ ترجمہ صفوۃ المصنوعہ در زبان اردو و از فارسی الی المطبوعہ مطبع اردو و آجبار
دہلی محمد باقر

۲۔ انشاء فارسی

۳۔ انشاء اردو

۴۔ ترجمہ کتاب فطرت و زبیر من نظم فارسی میں (نا تمام)

۵۔ کمپنڈیم آجاری و ہشت نامہ مطبوعہ مطبع نقشبندی نوکلشور

۶۔ انتخاب و فہرست سرکلمات معاجب جو ڈیٹیل کشنر بہادر اردو و من ابدا سے

۷۔ علامہ عیسوی لغایت ۷۷ علامہ عیسوی مطبوعہ ایضاً۔

۸۔ معلّم المسائل فی تشریح الجروح و الاموات و بارہ شہادت و اکتساب

بہقہ فوجدار می مطبوعہ ایضاً۔

۹۔ مفید البنات لڑکیوں کے تعلیم کے لیے۔

۱۰۔ شراب حیات۔

۱۱۔ رنگ محل سکندر عظیم گاہندوستان میں آنا مع دیگر کوٹک کے۔

۱۲۔ امرتزی جرمنا



